# Globethics Repository

Kitab al-Tauhid (Volume 2. Part 2)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

| | |
|---|---|
| Item Type | Book |
| Authors | Al-Qodiri, Muhammad Thohir |
| Publisher | ManshuratMinhaj al-Quran |
| Rights | With permission of the license/copyright holder |
| Download date | 2026-07-07 13:02:16 |
| Link to Item | http://hdl.handle.net/20.500.12424/186033 |

باب دوم

# توحید اور شفاعت


فصل اَوّل: تصورِ شفاعت

فصل دوم: قرآن کی روشنی میں شفاعتِ رسول ﷺ

فصل سوم: اَحادیث کی روشنی میں شفاعتِ رسول ﷺ

فصل چہارُم: اَولیاء اللہ اور اَعمالِ صالحہ کی شفاعت

فصل پنجم: کفار و مشرکین سے شفاعت کی نفی

## فصل اَوّل

# تصورِ شفاعت

www.MinhajBooks.com

شفاعت اَمرِ حق اور نورِ توحید ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کی امت پر عظیم انعام ہے۔ شفاعتِ رسول ﷺ کے طفیل عذابِ جہنم کے مستحق خطا کار و گنہگار بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کر کے جنت کے حق دار ٹھہریں گے۔ قرآن و حدیث کی نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ روزِ قیامت انبیاء علیھم السلام اور صالحین شفاعت فرمائیں گے جبکہ شفاعتِ کبریٰ کے منصبِ جلیلہ پر رسولِ اکرم ﷺ فائز ہوں گے، جسے قرآن حکیم نے مقامِ محمود سے تعبیر کیا ہے۔ یہ منصب آپ ﷺ کے مُہتم بالشان اعزازات و کرامات، بلند مرتبہ فضائل و خصائص اور نمایاں امتیازات میں سے ایک ہے۔

## شفاعت کا لغوی معنی

امام راغب اصفہانیؒ نے شفاعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

**اَلشَّفَاعَةُ الانْضِمَامُ إِلٰی آخَرَ نَاصِرًا لَهُ وَسَائِلًا عَنْهُ۔** (۱)

’’کسی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح ملا لینا کہ دوسری چیز اس کی مدد کرے اور پہلی اس سے سوال کرے یہی شفاعت ہے۔‘‘

شفاعت میں مطلقاً ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، لفظِ شفاعت میں ہی شفیع کا سائل کی مدد و نصرت کرنے اور سائل کا شفیع سے سوال و التجا کا مفہوم بھی موجود ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ اس کی تصریح ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

---

(۱) راغب، المفردات فی غریب القرآن: ۲۶۳

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

وَأَكْثَرُمَا يُسْتَعْمَلُ فِي انْضِمَامِ مَنْ هُوَ أَعْلَى حُرْمَةً وَمَرْتَبَةً إِلَى مَنْ هُوَ أَدنَى۔ (۱)

’’لفظِ شفاعت کو عام طور پر مرتبہ و مقام میں بلند درجہ شخص کو اس سے کم درجہ شخص کے ساتھ ملانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔‘‘

پس لفظِ شفاعت دونوں کو آپس میں اس طرح ملا دیتا ہے کہ کم حیثیت والا زیادہ حیثیت والے سے التجا و سوال کرنے والا اور زیادہ حیثیت والا کم حیثیت والے کی مدد کرنے والا بن جاتا ہے۔

## تصورِ شُفعہ

یہاں یہ چیز قابلِ ذکر ہے کہ لفظِ ’’شُفْعہ‘‘ بھی ’’شَفْعٌ‘‘ سے نکلا ہے۔ اس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

الشُّفْعَةُ: هُوَ طَلَبُ مَبِيعٍ فِي شَرِكَتِهِ بِمَا بِيعَ بِهِ لِيَضُمَّهُ إِلَى مِلْكِهِ وَهُوَ مِنَ الشَّفْعِ۔ (۲)

’’شفعہ سے مراد فروخت شدہ چیز کو اپنی شرکت کی بنا پر طلب کرنا ہے تاکہ وہ اس کی مِلک میں شامل ہو جائے اور یہ لفظ شَفْعٌ سے نکلا ہے۔‘‘

پس معلوم ہوا کہ شفعہ میں بھی شفاعت اور شفع کی طرح باہمی شراکت اور ملانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

(۱) راغب، المفردات فی غریب القران: ۲۶۳

(۲) راغب، المفردات فی غریب القرآن: ۲۶۳

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

## شفاعت کا حقیقی تصور

شفاعت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو یہ اعزاز اور مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے خطا کار بندوں کی شفاعت کریں گے، اور وہ ذاتِ کریم اپنے بے پایاں فضل سے گنہگار بندوں کے حق میں اپنے خاص بندوں کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ شفاعتِ کبریٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ روزِ محشر حساب و کتاب جلدی شروع فرمائے گا اور اسے آسان کر دے گا اور اس طرح شفاعت کے باعث ہی گنہگار بندوں کی بخشش و مغفرت فرما کر ان کو اپنی رضا اور جنت عطا فرمائے گا۔

## شرائطِ شفاعت

قیامت کے روز شفاعت کے نفع بخش ہونے کے لئے مندرجہ ذیل چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ قدرة الشافع علی الشفاعة: آخرت میں شفاعت کی قبولیت اور اس کی نفع بخشی کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا شفاعت پر قدرت رکھتا ہو یعنی اگر کسی کو شفاعت کرنے کا اختیار ہی نہیں تو صاف ظاہر ہے وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔

۲۔ اسلام المشفوع له: شفاعت کی قبولیت کی ایک شرط یہ ہے کہ جس کے حق میں شفاعت کی جا رہی ہے وہ مسلمان ہو۔ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی شفاعت کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ کفار و مشرکین کے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے، کسی ایک جگہ بھی اہلِ ایمان کے لئے شفاعت کی نفی نہیں ہوئی۔

۳۔ الإذن للشافع: شفاعت کی قبولیت کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ شفاعت

کرنے والے کو شفاعت کرنے کا اذن مل چکا ہو یعنی وہ ماذون ہو تبھی اس کی شفاعت بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہو گی اس پر قرآن حکیم کی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ الرضا عن المشفوع له: قبولیتِ شفاعت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا جس شخص کی شفاعت کرنا چاہتا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے بارے میں راضی ہی نہیں کہ اس کی شفاعت کی جائے تو یہ ظاہر و باہر ہے کہ اس سے متعلق شفاعت کی قبولیت ناممکن ہوگی کیونکہ شفاعت کرنے والے کو شفاعت کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ اس پر بھی قرآن حکیم کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں کہ شفاعت اسی کے حق میں مقبول ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

## شفاعت کا شرعی ثبوت

اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاعت قرآن کی متعدد نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ شفاعت کے باب میں اذن پر تو بحث ہی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ (۱)

”کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اِذن کے بغیر سفارش کر سکے۔“

امام خازن اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمعنی لا یشفع عنده أحد إلا بأمره وإرادته، و ذالک لأن المشرکین زعموا أن الأصنام تشفع لهم فأخبر أنه لا شفاعة

(۱) البقرة، ۲: ۲۵۵

لأحد عنده إلا ما استثناه بقوله إلا بإذنه، يريد بذالک شفاعة النبی ﷺ وشفاعة بعض الأنبياء والملائکة وشفاعة المؤمنين بعضهم لبعضٍ۔[1]

’’آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بغیر اُس کے امر اور ارادہ کے کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ یہ اس لئے کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شفاعت نہیں سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے (اِلَّا بِاِذْنِہٖ) کے ساتھ مستثنیٰ کر دیا ہے، اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ، بعض انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ اور مقرب مومنین (اولیاء اللہ) کی دوسرے مومنین کی شفاعت ہے۔‘‘

لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو روزِ قیامت شفاعتِ عظمیٰ کے منصبِ جلیلہ پر فائز فرمائے گا۔ یہ انعامِ عظیم امتِ مرحومہ پر ضرور ہوگا جبکہ کفار و مشرکین اس سے محروم رہیں گے۔

## سفارش کو شفاعت پر قیاس کرنا درست نہیں

بعض لوگ دنیاوی معاشرے میں سفارش کا تصور ذہن میں رکھ کر شفاعت کی نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کسی کی سفارش نہیں چلتی۔ جہالت کی بنیاد پر یہ لوگ دراصل دین کو بدنام کر رہے ہیں۔ عام سادہ لوح مسلمان جس کو دین کا فہم نہیں اس کے ذہن میں صرف یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ سفارش ایک ایسا ناپسندیدہ عمل ہے جو کرپشن کی بنیاد پر استحقاق اور میرٹ کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ سوچنے کا یہ پیمانہ دنیا میں تو رائج ہے لیکن اخروی زندگی میں کام نہیں آتا۔ سفارش کا یہ غلط تصور دراصل ہمارے ماحول کی پیداوار ہے۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں اپنے اثر و رسوخ

(۱) خازن، لباب التأويل فی معانی التنزيل، ۱: ۲۰۱

کی وجہ سے نااہل لوگ اعلیٰ منصب پر فائز ہو جاتے ہیں جبکہ اصل مستحقین سفارش نہ ہونے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں۔ نالائق اور کم نمبر حاصل کرنے والے طلباء سفارش کی وجہ سے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کے مستحق قرار پاتے ہیں جبکہ میرٹ پر پورا اترنے والے طلبا سفارش نہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ شعور اور علم و آگہی کے فقدان کی وجہ سے یہ نادان اور بے شعور لوگ قرآن میں مذکور شفاعت کو اسی دنیوی زاویے سے دیکھتے ہیں۔

سفارش کے ماحول میں پلنے بڑھنے والے جب یہ دیکھتے ہیں کہ سارا نظام ناجائز سفارش کے گرد چل رہا ہے تو 'سفارش' کا لفظ انہیں 'گالی' لگتا ہے۔ ان کی نظر میں سفارش کرنا اور کروانا تو کرپٹ لوگوں کا کام ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نظام ہے اس میں سفارش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ جب بعض لوگوں نے یہ بات کہہ دی کہ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش نہیں اور یہ صرف ہمارے ہاں چلتی ہے۔'' سننے والے کو یہ بات پسند آگئی اور قرآن کا حوالہ دے کر اس بات کی تائید بھی کر دی گئی اس طرح جہالت کی بنا پر انکارِ شفاعت کا ایک غلط عقیدہ بن گیا، جہالت کی بنیاد پر ایسے لوگ دراصل دین کو بدنام کر رہے ہیں، وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ جن آیات کا سفارش اور شفاعت کے باب میں حوالہ دیا جاتا ہے وہ کفار و مشرکین کے لئے ہیں۔ اہلِ ایمان کے لئے ہیں ہی نہیں۔ قرآن میں شفاعت کا وہ تصور نہیں جو بعض سادہ لوح مسلمان اپنے دل میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ اگر اس بات کو علماء دلائل کے ساتھ سمجھا دیں تو پھر اس طرح کا مغالطہ پیدا ہونے کا امکان باقی نہیں رہے گا۔

## شفاعت کا تین نکاتی ضابطہ

عالم آخرت میں سفارش و شفاعت کے حوالے سے تین نکاتی قرآنی ضابطہ اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیتا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں جہاں کہیں سفارش اور شفاعت کی نفی آئی ہے وہ کفار و مشرکین اور مجرم لوگوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ط مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○ (۱)

''اور آپ ان کو قریب آنے والی آفت کے دن سے ڈرائیں جب ضبطِ غم سے کلیجے منہ کو آئیں گے۔ ظالموں کے لئے نہ کوئی مہربان دوست ہو گا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ○''

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ○ (۲)

''سو (اب) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں (یعنی مجرموں کو) کوئی نفع نہیں پہنچائے گی ○''

۲۔ کفار و مشرکین جن بتوں اور معبودانِ باطلہ کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی سفارش کریں گے وہ تو خود دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ قرآن حکیم میں ان بتوں کی سفارش کی نفی کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآئُنَا عِنْدَ اللهِ ط قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِى الْاَرْضِ ط سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (۳)

''اور (مشرکین) اللہ کے سوا ان (بتوں) کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا

(۱) المؤمن، ۴۰: ۱۸

(۲) المدثر، ۷۴: ۴۸

(۳) یونس، ۱۰: ۱۸

سکتے ہیں اور نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور (اپنی باطل پوجا کے جواز میں) کہتے ہیں کہ یہ (بت) اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں، فرما دیجئے: کیا تم اللہ کو اس (شفاعتِ اصنام کے من گھڑت) مفروضہ سے آگاہ کر رہے ہو جس (کے وجود) کو وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں (یعنی اس کی بارگاہ میں کسی بت کا سفارش کرنا اس کے علم میں نہیں ہے) اس کی ذات پاک ہے اور وہ ان سب چیزوں سے بلند و بالا ہے جنہیں یہ (اس کا) شریک گردانتے ہیں o‘‘

مشرکینِ مکہ بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام میں شفاعت حق ہے لہٰذا اپنے اس مشرکانہ فعل کے جواز کے لئے یہ دلیل پیش کرتے کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآئُنَا عِنْدَاللهِ (یہ بت اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں)۔ اللہ رب العزت نے کفار و مشرکین کے اس باطل عقیدے کی نفی فرمائی اور شرک کے جواز کے لئے شفاعت جیسے جائز امر شرعی کو بطور دلیل رد فرما دیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر شفاعت کا کوئی تصور نہیں، اُس کے اذن کے بغیر نہ شفاعت کسی کو فائدہ دے گی اور نہ ہی کسی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر سفارش کی جرأت ہوگی۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اذنِ الٰہی کے بغیر نہ کوئی شفاعت کر سکے گا اور نہ ہی کسی کو شفاعت کا حق حاصل ہو گا۔ اذنِ شفاعت سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو کافر، مشرک اور ظالم ہیں۔ اس استثناء سے ثابت ہے کہ انبیاء، اولیاء اور صالحین کو شفاعت کا حق دیا جائے گا اور انہیں شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی۔ یہی احباب ماذون الشفاعۃ ہیں جن کو شفاعت کا اذن دیا گیا ہے اور جن کی شفاعت بارگاہِ الٰہی میں قبول بھی ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًاo(۱)

(۱) طٰہٰ، ۲۰: ۱۰۹

''اس دن سفارش سود مند نہ ہوگی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جسے (خدائے) رحمٰن نے اذن (و اجازت) دے دی ہے اور جس کی بات سے وہ راضی ہوگیا ہے (جیسا کہ انبیاء و مرسلین، اولیاء، متقین، معصوم بچوں اور دیگر کئی بندوں کا شفاعت کرنا ثابت ہے)o''

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہو کوئی شخص بھی سفارش اور شفاعت نہیں کر سکتا۔ اس کی سادہ سی مثال یوں ہے جیسے کہا جائے ''کوئی کرکٹ میچ نہیں دیکھ سکتا سوائے ٹکٹ ہولڈرز کے'' یہ استثناء کی ایک واضح مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے استثناء کی شق کلمہ توحید میں بھی اپنی ذات کے لئے رکھی ہے باقی چیزوں کا تو ذکر ہی درکنار۔ اس نے تو اپنی توحید، الوہیت اور معبودیت کو بھی استثناء (exemption) کے پردے میں رکھا ہے۔ جب ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو آغاز ہی میں معبود کی نفی کرتے ہیں: لَا اِلٰهَ بظاہر اس کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ کوئی معبود نہیں، اب اگر کوئی بدبخت معاذ اللہ انہی الفاظ کو بار بار دہرا کر گمراہ ہو جائے کہ دیکھو کلمہ طیبہ کے الفاظ ہیں کہ کوئی معبود نہیں تو کوئی بھی صاحبِ ایمان شخص ہرگز اس کی بات کو تسلیم نہیں کرے گا کیونکہ اس کلمہ طیبہ کا تقاضا یہ ہے کہ پورے کلمہ کو دہرائے اور اس کے مکمل سیاق وسباق پر اپنے ایمان کی بنیاد رکھے اور اس پر عقیدہ کو پختہ کرے لہٰذا جب کلمہ استثناء اِلَّا لگ جائے تو پھر عقیدہ صحیحہ کی خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ لَا اِلٰهَ کا صحیح مطلب یہ ہے کہ کوئی معبودِ برحق نہیں اِلَّا اللہ سوائے اللہ تعالیٰ کے، یوں التباس رفع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں شفاعت کی مطلقاً نفی نہیں بلکہ شفاعت کا اثبات و وجوب اس کے استثناء کی شق کے ساتھ موجود ہے۔

بدقسمتی سے دین کا پرچار کرنے والے بعض لوگوں کے فہم دین کا یہ عالم ہے کہ ایک سادہ سی بات کو بھی الجھا دیتے ہیں۔ اپنے آپ کو ان آیات تک محدود کر لیتے ہیں جن میں شفاعت کی نفی ہے۔ وہ یہ جاننے کی زحمت ہی نہیں کرتے کہ یہ نفیٔ شفاعت

دراصل اصنام، طواغیت، معبودانِ باطلہ اور کفار و مشرکین کے لئے ہے۔ وہ ایسا کرتے ہوئے ان درجنوں آیات کو بھول جاتے ہیں جو شفاعت کی تصدیق کرتی ہیں اور جن میں شفاعت کا جواز و اثبات بھی ہے۔

عقیدۂ شفاعت ایسا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ قرآن و حدیث کی رو سے انبیاء، اولیاء، ماہِ رمضان، قرآن، نیک اعمال اور چھوٹے بچے سب ماذون الشفاعۃ ہیں۔ اس طرح نمازِ جنازہ میں بھی شفاعت کی دعا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں سوائے فوت شدہ معصوم بچوں کے، ہر ایک کے لئے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے، کیونکہ ان معصوم بچوں کو دعا میں شفاعت کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ دعا کے الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا۔

’’اے اللہ! اس بچے کو ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا جانے والا بنا دے۔‘‘

جو شفاعت کا انکار کرتے ہیں وہ بھی جنازوں میں بچوں کے لئے یہی دعا پڑھتے ہیں جو اِلَّا بِاِذْنِهٖ کی استثنائی شق (exceptional clause) میں سکھلائی گئی ہے۔

## اِذنِ شفاعت اور اِذنِ کلام کی ایک تمثیل سے وضاحت

بعض لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ یومِ قیامت عین موقع پر اِذنِ شفاعت دیا جائے گا، اس سے قبل یہ حق کسی کو نہیں دیا گیا اور اگر اس سے پہلے حقِ شفاعت مانا جائے تو یہ شرک ہے۔ یہ اعتراض بالکل لغو، باطل اور بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرک جزوی ہو یا کلی، ایک لمحے کے لئے ہو یا عمر بھر کے لئے، اس دنیا میں ہو یا قیامت کے دن، تمام صورتوں میں کبھی بھی جائز نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی امر اس دنیا میں تا قیامت شرک رہے اور اخروی زندگی میں جب اس پر جزا و سزا کا وقت آئے تو

جائز ہو جائے۔ امرِ شفاعت کفار و مشرکین کے لئے ممنوع ہے، ان کے حق میں کسی کی شفاعت بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں کی جائے گی جبکہ اہلِ ایمان وہ چاہے کتنے گناہگار ہوں ان کے حق میں شفاعت مقبول ہوگی۔ اس عقیدے کو کوئی شرک پر محمول نہیں کرسکتا۔ روزِ قیامت اذنِ کلام بارگاہِ الٰہی اور آدابِ شفاعت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندوں کو حاصل ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ۔ (۱)

”(جس دن) کوئی لب کشائی نہ کرسکے گا، سوائے اس شخص کے جسے (خدائے) رحمان نے اذن (شفاعت) دے رکھا تھا۔“

اِذنِ کلام کی یہ مثال کمرۂ عدالت کے وکلاء کی سی ہے کہ صرف انہیں جج کے سامنے پیش ہوکر بولنے کی اجازت ہوتی ہے۔ باری آنے پر جج اُن وکلاء سے کہتا ہے کہ اب بولیں۔ جج کی اجازت کے بغیر کوئی وکیل عدالت میں اپنے موکل کا موقف بیان نہیں کرسکتا لیکن اختیار و اجازت تفویض ہو چکا ہوتا ہے۔

## قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا سے غلط اِستدلال کی تردید

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شفاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسی اور کے لئے جائز نہیں بطورِ دلیل معترضین اس ارشادِ باری تعالیٰ کا حوالہ دیتے ہیں:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ط لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (۲)

”فرما دیجئے: سب شفاعت (کا اِذن) اللہ ہی کے اختیار میں ہے (جو اس نے

(۱) النباء، ۷۸: ۳۸

(۲) الزمر، ۳۹: ۴۴

اپنے مقرّبین کے لئے مخصوص کر رکھا ہے)، آسمانوں اور زمین کی سلطنت بھی اسی کی ہے، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے o‘‘

معترضین آیت کا مفہوم سمجھنے میں ٹھوکر کھا گئے اور اس کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے۔ آیتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ کفار و مشرکین جسے چاہیں شفیع نہیں بنا سکتے بلکہ شفاعت کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اذنِ شفاعت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اذنِ شفاعت سے محروم کر دیتا ہے کوئی اپنی مرضی سے کسی کو شفیع نہیں بنا سکتا۔

## طلبِ شفاعت پر علامہ ابنِ تیمیہ کا موقف

عصرِ حاضر میں مسئلہ شفاعت کو متنازعہ فیہ بنانے والوں اور شفاعت کے منکرین کی اکثریت علامہ ابنِ تیمیہ کو فقہ و عقائد میں اپنا امام مانتی ہے۔ حالاں کہ ابنِ تیمیہ شفاعت کے باب میں جمہور علماء کے مؤقف پر قائم ہیں اور شفاعت بالاذن کے قائل ہیں۔

انہوں نے اپنی تصنیف ’’اقتضاء الصراط المستقیم‘‘ میں طلبِ شفاعت کے حوالے سے تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک انتہا پسند گروہ، دوسرا منکرِ شفاعت اور تیسرا معتدل۔ ان کے نزدیک پہلا گروہ مشرکین، اہلِ کتاب اور اس امت کے اہلِ بدعت کا ہے جو ایسی شفاعت کے بھی قائل ہیں جس کی قرآن میں ممانعت ہے۔ دوسرا نتہا پسند گروہ جنہوں نے جائز شفاعت کا بھی انکار کیا جیسے خوارج اور معتزلہ وغیرہ، وہ لکھتے ہیں:

**و الخوارج و المعتزلة أنكروا شفاعة نبينا ﷺ فى أهل الكبائر من أمته بل أنكر طائفة من أهل البدع انتفاع الإنسان بشفاعة غيره و دعائه كما أنكروا انتفاعه بصدقة غيره و صيامه عنه۔**

’’خوارج اور معتزلہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت کا انکار آپ ﷺ کی امت کے ان لوگوں کے بارے میں بھی کیا ہے جو کبائر کے مرتکب ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ بدعتیوں کے ایک گروہ نے ایک انسان کا

دوسرے انسان کی شفاعت اور اس کی دعا سے فائدہ اٹھانے کا بھی انکار کر دیا جیسا کہ انہوں نے کسی غیر کے صدقہ و خیرات اور دوسرے کی طرف سے اس کے لئے روزہ رکھنے کے ثواب کا بھی انکار کیا ہے۔‘‘

شیخ ابنِ تیمیہ مزید لکھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا استدلال یہ آیات ہیں:

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○[۱]

’’اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور (کافروں کے لئے) نہ کوئی دوستی (کارآمد) ہو گی اور نہ (کوئی) سفارش، اور یہ کفار ہی ظالم ہیں ○‘‘

۲۔ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○[۲]

’’ظالموں کے لئے نہ کوئی مہربان دوست ہو گا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ○‘‘

معتدلین کے گروہ کے حوالے سے وہ اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

أما سلف الأمة و أئمتها و من تبعهم من أهل السنة و الجماعة: فأثبتوا ما جاءت به السنة عن النبي ﷺ من شفاعته لأهل الكبائر من أمته وغير ذلک من أنواع شفاعاته و شفاعة غيره من الأنبياء و الملائكة۔

(۱) البقرة، ۲: ۲۵۴

(۲) المؤمن، ۴۰: ۱۸

''اسلافِ امت، ائمہ کرام اور ان کی پیروی کرنے والے اہل سنت و جماعت کے احباب نے آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ، آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے لئے حق ہے۔''

مزید برآں عقیدۂ شفاعت کی وضاحت میں وہ لکھتے ہیں کہ ائمہ اسلاف نے تو کہا اہلِ توحید میں سے کوئی بھی ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اور انہوں نے سنت سے ثابت شدہ اس امر کی تصدیق کی ہے کہ کسی غیر کی دعا، شفاعت، صدقہ حتی کہ علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق کسی غیر کی طرف سے روزے کا فائدہ بھی دوسرے انسان کو پہنچتا ہے۔[۱]

(۱) ابن تیمیة، اقتضاء الصراط المستقیم، ۱: ۴۴۳، ۴۴۴

www.MinhajBooks.com

فصل دُوُم

# قرآن کی روشنی میں شفاعتِ رسول ﷺ

www.MinhajBooks.com

روزِ قیامت شفاعتِ کبریٰ کے منصبِ جلیلہ پر حضور نبی اکرم ﷺ فائز ہوں گے اور یہ شرف صرف آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا بیان اس آیتِ کریمہ میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○(۱)

’’یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا ○‘‘

مقامِ محمود وہ بلند و بالا مقام ہے جہاں آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جملہ مخلوق آپ ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہوگی اور آپ ﷺ کی طرف رجوع کرے گی، یہی وہ رفیع الشان مقام ہوگا جہاں شانِ مصطفیٰ ﷺ کا پورا پورا ظہور ہوگا اور خود خالقِ کائنات بھی آپ ﷺ کی تعریف بیان فرمائے گا۔ (اللھم! ارزقنا شفاعة النبي ﷺ یوم القیامة)۔ آمین۔

## مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

قرآن حکیم میں بیان کردہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہی ہے۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اور مفسرین کرام کی بہت ساری تصریحات شاہد عادل ہیں۔ ذیل میں ہم ائمہ حدیث اور تفسیر کی بیان کردہ احادیث و تفاسیر میں سے کچھ نصوص درج کر رہے ہیں:

---

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَافُلَانُ! اشْفَعْ، يَا فُلَانُ! اشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَالِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ۔(۱)

’’قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبی کے پیچھے چلیں گے اور عرض کریں گے: اے فلاں! ہماری شفاعت فرمایئے، اے فلاں! ہماری شفاعت فرمایئے حتی کہ طلبِ شفاعت کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا۔ یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ. وَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. وَ زَادَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ: فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب قوله: عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا، ۴: ۱۷۴۸، رقم: ۴۴۴۱

۲۔ نسائی، السنن الكبرى، ۶: ۳۸۱، رقم: ۱۱۲۹۵

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۷۱، رقم: ۹۲۷

**الْجَمْعِ كُلُّهُمْ.**[1]

’’کوئی شخص لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا کوئی ٹکڑا تک نہ ہوگا، فرمایا: بے شک سورج قیامت کے دن قریب ہوگا حتی کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ پس وہ (لوگ) اس حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں گے۔ عبداللہ بن جعفر نے اتنا حصہ زیادہ بیان کیا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا ان سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائیں گے حتی کہ جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ لیں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۳۔ معروف تابعی حضرت یزید بن صہیب جو ’یزید الفقیر‘ کے نام سے معروف ہیں، نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مقامِ محمود والی حدیث کو روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

**كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ، فَخَرَجْنَا فِي عِصَابَةٍ ذَوِي عَدَدٍ نُرِيْدُ أَنْ نَحُجَّ، ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ. قَالَ: فَمَرَرْنَا عَلَى**

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الزكاة، باب من سأل الناس تكثرًا، ۲:۵۳۶، رقم: ۱۴۰۵

۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳:۲۶۹، رقم: ۳۵۰۹

۳۔ ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، ۲:۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

۴۔ طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۵:۱۴۶

۵۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

الْمَدِيْنَةِ، فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ! مَا هَذَا الَّذِى تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾[1] وَ ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾[2] فَمَا هَذَا الَّذِي تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ (يَعْنِى الَّذِي يَبْعَثُهُ اللهُ فِيْهِ)؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي يُخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ، قَالَ: ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَ مَرَّ النَّاسِ عَلَيْهِ، قَالَ: وَ أَخَافُ أَنْ لَّا أَكُوْنَ أَحْفَظُ ذَاکَ، قَالَ: غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنُوْا فِيْهَا. قَالَ: يَعْنِي فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُم عِيْدَانُ السَّمَاسِمِ. قَالَ: فَيَدْخُلُوْنَ نَهْرًا مِنَ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ، فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ الْقَرَاطِيْسُ، فَرَجَعْنَا، قُلْنَا: وَيْحَكُمْ أَتَرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللهِ! مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ۔[3]

---

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹۲

(۲) السجدة، ۳۲: ۲۰

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۷۹، رقم: ۱۹۱

۲۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۵۴، رقم: ۴۴۸

۳۔ بيهقى، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۹، رقم: ۳۱۵

’’مجھے خوارج کی رائے نے مشغولِ خاطر رکھا (کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔ پس ہم لوگوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلے (اور سوچا کہ بعد میں) ہم لوگوں کے پاس (اپنے اس عقیدہ کو بیان کرنے کے لئے) جائیں گے۔ فرماتے ہیں: ہمارا گزر مدینہ منورہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: اچانک انہوں نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو میں نے ان سے عرض کیا: اے صحابیٔ رسول! آپ یہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿بے شک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے واقعۃً رسوا کر دیا﴾ ور ایک مقام پر ہے ﴿جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے﴾ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم نے حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام پڑھا ہے جس پر اللہ تعالیٰ انہیں فائز فرمائے گا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام، مقامِ محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم سے نکالے گا۔ فرماتے ہیں: پھر انہوں نے پل صراط اور لوگوں کا اس پر سے گزرنے کو بیان فرمایا۔ راوی کہتے ہیں: مجھے ڈر ہے کہ شاید میں اسے یاد نہیں رکھ سکا۔ تاہم انہوں نے یہ فرمایا کہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلیں گے۔ ابو نعیم کہتے ہیں: وہ ایسے نکلیں گے جیسا کہ آبنوس کی جلی ہوئی لکڑیاں، پھر جنت کی نہر میں غسل کرکے کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے۔ پس ہم وہاں سے لوٹے اور ہم نے آپس میں کہا: تم پر افسوس ہو کیا یہ شیخ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) حضور نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں؟ پس ہم میں سے ایک شخص کے سوا سبھی خوارج کے عقیدہ سے تائب ہوگئے جیسا کہ ابو نعیم نے بیان کیا ہے۔‘‘

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

**قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فِيْ قَوْلِهٖ ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[۱] سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ۔[۲]**

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے جب اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔‘‘

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کے حوالے سے مسند احمد بن حنبل میں ایک طویل حدیث بطریقِ حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں آپ ﷺ کے مقامِ محمود کا بیان ان الفاظ کے ساتھ ہوا ہے:

**تَلَا قَتَادَةُ: ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[۳] قَالَ: هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي وَعَدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ۔[۴]**

’’پھر حضرت قتادہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ فرمایا: یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔‘‘

---

(۱) بني إسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۲) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب تفسير القرآن، باب من سورة بني إسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷

۲۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۵

۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

(۳) بني إسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۴) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۴۴، رقم: ۱۳۵۶۲

۲۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۷۴، رقم: ۸۰۴

۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(۱) قَالَ: الشَّفَاعَةُ۔(۲)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔‘‘

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ، الشَّفَاعَةُ۔(۳)

’’مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔‘‘

۸۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَکُوْنُ أَنَا وَ أُمَّتِي عَلَى تَلٍّ، وَيَکْسُوْنِي رَبِّي تَبَارَکَ وَتَعَالَى حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي، فَأَقُوْلُ: مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَقُوْلَ: فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔(۴)

(۱) بني إسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۴، رقم: ۹۷۳۳

۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۹، رقم: ۳۱۷۴۵

۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۶۴، رقم: ۷۸۴

(۳) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۷۸، رقم: ۱۰۲۰۰

۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۹۹

۳۔ أبونعيم، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۸: ۳۷۲

(۴) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۶

۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۹، رقم: ۶۴۷۹

۳۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۳

''روزِ قیامت جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں اور میری امت ایک ٹیلے پر جمع ہوں گے، پس میرا پروردگار مجھے سبز رنگ کا لباسِ فاخرہ پہنائے گا پھر مجھے اذن دیا جائے گا تو میں اللہ رب العزت کی منشاء کے مطابق حمد و ثنا کروں گا پس یہی مقامِ محمود ہے۔''

۹۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تُعْطَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَرَّ عَشْرِ سِنِيْنَ، ثُمَّ تُدْنَى مِنْ جَمَاجِمِ النَّاسِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: فَيَأْتُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَنْتَ الَّذِي فَتَحَ اللهُ بِكَ، وَ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. وَقَدْ تَرَى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا۔ فَيَقُوْلُ: أَنَا صَاحِبُكُمْ! فَيَخْرُجُ يَحُوْشُ النَّاسَ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَأْخُذُ بِحَلْقَةٍ فِي الْبَابِ مِنْ ذَهَبٍ، فَيَقْرَعُ الْبَابَ، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: مُحَمَّدٌ! فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيَجِيءُ حَتَّى يَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيَسْجُدَ. فَيُنَادِي: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَذٰلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔ (۱)

''قیامت کے دن سورج دس سال کی مسافت سے گرم ہوگا، پھر (آہستہ آہستہ) وہ لوگوں کے ہجوم سے قریب ہو جائے گا، (انہوں نے پوری حدیث ذکر کی پھر) فرماتے ہیں: لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے اللہ کے نبی! آپ ہی وہ ذات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فتح

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۲۴۷، رقم: ۶۱۱۷
۲۔ ابن أبي شیبة، المصنف، ۶: ۳۰۸، رقم: ۳۱۶۷۵
۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۸۳، رقم: ۸۱۳

عطا کی اور آپ کی خاطر آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ کو بخش دیا ہے۔ آپ ہماری (یہ تکلیف دہ) حالت مشاہدہ فرما رہے ہیں لہٰذا آپ ہی اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمائیں، آپ فرمائیں گے: میں تمہارا ہمدرد اور خیرخواہ ہوں پس آپ ﷺ لوگوں کو جمع کرتے ہوئے جنت کے دروازے تک پہنچ جائیں گے، آپ ﷺ سونے کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھٹکھٹائیں گے تو پوچھا جائے گا: کون ہے؟ فرمایا جائے گا: محمد ﷺ! پس اسے کھول دیا جائے گا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنا سر اٹھایئے، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، پس یہی مقامِ محمود ہے۔‘‘

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَأْذَنُ اللهُ عزوجل فِي الشَّفَاعَةِ، فَيَقُوْمُ رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يَقُوْمُ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللهِ، ثُمَّ يَقُوْمُ عِيْسٰى أَوْ مُوْسٰى. قَالَ أَبُو الزَّعْرَاءِ: لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا؟ قَالَ: ثُمَّ يَقُوْمُ نَبِيُّكُمْ ﷺ رَابِعًا، فَيَشْفَعُ لَا يَشْفَعُ لِأَحدٍ بَعْدَهُ أَكْثَرَ مِمَّا يَشْفَعُ، وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (۱)۔ (۲)

’’پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا تو روح القدس جبرئیل علیہ السلام شفاعت فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام شفاعت فرمائیں

(۱) بني إسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۲) ۱۔ طيالسي، المسند، ۱: ۵۱، رقم: ۳۸۹

۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۸

۳۔ طبري، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۳۰: ۱۱۳

گے، پھر عیسیٰ یا موسیٰ علیہما السلام میں سے کوئی شفاعت فرمائیں گے۔ ابو زعراء فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کون ہوگا؟ فرماتے ہیں: پھر حضور نبی اکرم ﷺ چوتھی مرتبہ شفاعت فرمائیں گے، آپ ﷺ اتنی کثرت سے شفاعت کریں گے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی التجا نہ کرے گا۔ یہی مقامِ محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ [القرآن، بنی اسرائیل، ۱۷:۷۹]۔''

مفسرین کرام نے مقامِ محمود کے بارے میں چار اَقوال کا ذکر کیا ہے:

(۱) شفاعت

(۲) روزِ قیامت لواءِ حمد کا عطا کیا جانا

(۳) روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنی قربت میں ارفع و اعلیٰ مقام پر بٹھانا

(۴) مطلقاً وہ مقام اور درجہ جہاں تعریف کی جائے

راجح قول یہی ہے کہ مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے اور جمہور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔ چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱۔ معروف مفسر امام ابن جریر طبری (۲۲۴۔۳۱۰ھ) سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وکان أهل العلم یرون أنه المقام المحمود الذی قال الله تبارک وتعالیٰ: عسی أن یبعثک ربک مقامًا محمودًا، شفاعة یوم القیامة۔(۱)

''اور اہلِ علم یہ بات جانتے ہیں کہ وہ مقامِ محمود جس کے بارے میں ارشاد

(۱) طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۵:۱۴۵

باری تعالیٰ ہے کہ ’یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا‘، روزِ قیامت حقِ شفاعت عطا کیا جانا ہے۔‘‘

۲۔ امام بغوی (م ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

**والمقام المحمود هو مقام الشفاعة لأمته لأنه يحمده فيه الأوّلون والآخرون۔(۱)**

’’مقامِ محمود سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کے لئے مقامِ شفاعت پر فائز ہونا ہی ہے اسی مقام پر اولین و آخرین آپ ﷺ کی شان میں محو ثناء ہوں گے۔‘‘

۳۔ امام رازی (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

**فی تفسير المقام المحمود أقوال، الأوّل: أنه الشفاعة. قال الواحدی: أجمع المفسرون على أنه مقام الشفاعة كما قال النبي ﷺ في هذه الآية: هو المقام الذي أشفع فيه لأمتي۔(۲)**

’’مقامِ محمود کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں، پہلا یہ کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ علامہ واحدی نے کہا: مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں کھڑے ہوکر میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔‘‘

۴۔ امام نسفی (م ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

**يبعثک معنى يقيمک وهو مقام الشفاعة عند الجمهور ويدلّ**

(۱) بغوی، معالم التنزیل، ۳: ۱۳۰

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۲: ۲۶

**عليه الأخبار۔**[1]

’’یبعثک کا معنی ہے آپ ﷺ کو فائز فرمائے گا اور جمہور مفسرین کے نزدیک یہ مقامِ شفاعت ہے جس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔‘‘

۵۔ امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

**و قد اختلف في تعيين هذا المقام على أقوال: الأوّل أنه المقام الذي يقومه النبي ﷺ للشفاعة يوم القيامة للناس ليريحهم ربهم سبحانه مما هو فيه، وهذا القول هو الذي دلت عليه الأدلة الصحيحة في تفسير الآية، و حكاه ابن جرير عن أكثر أهل التأويل، قال الواحدي و إجماع المفسرين على أن المقام المحمود هو مقام الشفاعة۔**[2]

’’مقامِ محمود کے تعین کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے کہ یہ وہ مقامِ رفیع ہے جہاں حضور نبی اکرم ﷺ لوگوں کی شفاعت کے لئے فائز ہوں گے تاکہ رب ﷻ ان کی تکلیف میں ان پر رحم فرمائے۔ یہی وہ قول ہے جس کی تفسیر میں صحیح دلائل موجود ہیں۔ امام ابنِ جریر طبری نے اسے اکثر ائمہ تفسیر سے نقل کیا ہے، علامہ واحدی نے کہا: مفسرین کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ مقامِ شفاعت ہی مقامِ محمود ہے۔‘‘

دیگر مفسرین نے بھی مقامِ محمود سے مقامِ شفاعت مراد لیا ہے مثلاً: تفسیر بیضاوی، قرطبی، الدر المنثور، مجاہد، سمعانی وغیرہ۔

(۱) نسفی، مدارک التنزیل وحقائق التأویل، ۲: ۲۹۷

(۲) شوکانی، فتح القدیر، ۳: ۲۵۱۔ ۲۵۲

## شفاعتِ کبریٰ پر ایک اور نصِ قرآنی

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○(۱)

’’اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے○‘‘

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی تمام حدوں کو اٹھا دیا، فقط ایک حد باقی رکھی اور وہ ہے رضائے رسول ﷺ کہ جب حبیب راضی ہوگا اس وقت تک شفاعت کو قبول کرتا رہوں گا اور آپ ﷺ کے امتیوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرتا رہوں گا۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حضور نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں:

۱۔ ایک دفعہ حضور ﷺ اپنی امت کے حق میں دعا کر کے گریہ زاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریلِ امین علیہ السلام کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں بھیجا کہ جا کر میرے محبوب سے پوچھ کہ ان کو کون سی چیز مائل بہ گریہ کر رہی ہے۔ جبریلِ امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور پوچھا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ اپنی امت کے لئے آنسو بہا رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جبریلِ امین علیہ السلام سے فرمایا: اے جبریل! میرے محبوب کے پاس جا اور ان سے کہہ دے:

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ۔(۲)

(۱) الضحیٰ، ۹۳: ۵

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب دعاء النبی ﷺ لأمته، ۱: ۱۹۱، رقم: ۲۰۲

''بے شک ہم آپ کو آپ کی امت کے حق میں عنقریب راضی کر دیں گے اور آپ کو اس بارے رسوا نہیں کریں گے۔''

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت شفاعت فرماتے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ندا فرمائے گا: اے محمد! کیا آپ راضی ہوگئے؟ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ جواب دیں گے:

نَعَمْ، رَضِیْتُ۔(۱)

''ہاں میں راضی ہوگیا۔''

❋ مفسرین نے بھی اس سے شفاعت مراد لیا ہے:

۱۔ امام بغوی (م ۵۱۶ھ) نے لکھا ہے:

قال عطاء من ابن عباس: هو الشفاعة فی أمته حتی یرضی۔(۲)

''حضرت عطا نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد امت کی شفاعت ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔''

''تفسیر سمرقندی (۳: ۵۶۸)'' میں بھی اسی آیت سے مراد حوض اور شفاعت لیا گیا ہے۔

۲۔ امام رازی (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

عن علی ابن أبی طالب ص و ابن عباس أن هذا هو الشفاعة فی الأمة۔(۳)

(۱) طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۴۴، رقم: ۲۰۹۴

(۲) بغوی، معالم التنزیل، ۴: ۴۹۸

(۳) رازی، تفسیر الکبیر، ۳۱: ۱۹۲

’’حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فَتَرْضٰی سے مراد امت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفاعت فرمانا ہے۔‘‘

امام رازی نے اسی مقام پر حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں شفاعت کا بیان ہے۔ جبکہ امام رازی نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۳ کے تحت بھی لکھا ہے کہ آخرت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقِ شفاعت پر امت کا اجماع ہے جس پر دلیل سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۹ اور سورہ ضحیٰ کی آیت نمبر ۵ ہے۔

۳۔ امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا و اللہ لا أرضی وواحد من أمتي في النار۔[1]

’’خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی آگ میں ہو۔‘‘

اس سے بڑھ کر شفاعت کا تصور کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ یہی شفاعتِ کبریٰ ہے کیونکہ اس شفاعت کی انتہاء کی واحد صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا رکھی ہے۔

۴۔ امام خازن (م ۷۴۱ھ) اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال ابن عباس: هی الشفاعة في أمته حتی یرضی۔[2]

’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کے حق میں شفاعت کرنا ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔‘‘

(۱) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۲۰: ۹۶
(۲) خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۴: ۳۸۶

۵۔ امام ابنِ کثیر (م۷۷۴ھ) اور امام سیوطی (م۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

**و أخرج ابن أبی حاتم عن الحسن أنه سئل عن قوله ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾[1] قال: هی الشفاعة۔[2]**

”ابنِ ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ حقِ شفاعت ہے۔“

سورہ کوثر کی تفسیر میں متعدد اقوال میں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے مراد مقامِ محمود ہے، امام رازی لکھتے ہیں:

**القول الثالث عشر: الکوثر هو المقام المحمود الذی هو الشفاعة۔[3]**

”تیرھواں قول یہ ہے کہ کوثر وہ مقامِ محمود ہے جس سے مراد حقِ شفاعت ہے۔“

قرآن حکیم میں اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ محبوبیت کے اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ آپ ﷺ کے دل میں جو بھی خواہش پیدا ہوگی اللہ تعالیٰ فوراً اس کو پورا فرما دے گا۔

---

(۱) الضحی، ۹۳: ۵

(۲) ۱۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۸: ۵۴۳

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۵۲۴

(۳) رازی، تفسیر الکبیر، ۳۲: ۱۱۹

فصل سوم

# اَحادیث کی روشنی میں شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.MinhajBooks.com

## ۱۔ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے خاصۂ شفاعت کا بیان

قرآن و حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ روزِ قیامت اِذنِ الٰہی پانے والوں کو شفاعت کا حق دیا جائے گا اور جو لوگ اذنِ الٰہی سے منصب شفاعت پر فائز نہیں، انہیں شفاعت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء اور صالحین ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جو اس کے حق دار ہوں گے تاہم قیامت کے روز شفاعتِ عظمٰی کے بلند مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ کو متمکن کیا جائے گا۔ ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کریں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَ أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔** (۱)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التيمم، باب قول الله: فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا، ۱:۱۲۸، رقم: ۳۲۸

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ۱:۳۷۰، رقم: ۵۲۱

۳۔ نسائي، السنن، كتاب الغسل و التيمم، باب التيمم بالصعيد، ۱:۲۱۱، رقم: ۴۳۲

”مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد فرمائی گئی، میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی (جائے تیمّم) بنا دی گئی۔ لٰہذا میری امت میں سے جو شخص بھی (جہاں) نماز کا وقت پائے تو وہ وہیں پڑھ لے، میرے لئے اموالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہ تھے، مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔“

اس مضمون سے متعلق متعدد احادیث مستند کتب احادیث میں موجود ہیں جیسے ”مسند احمد بن حنبل (۵: ۱۶۱، رقم: ۲۱۴۷۲)“، ”مسند بزار (۹: ۴۶۱، رقم: ۴۰۷۷)“ اور ”مسند طیالسی (۱: ۶۴، رقم: ۴۷۲)“ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے جب کہ ”المعجم الکبیر (۷: ۱۵۴، رقم: ۶۶۷۴)“ میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔

## ۲۔ روزِ قیامت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعتِ عظمیٰ کا بیان

بطور مسلمان ہر شخص کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے کہ اسے میدانِ حشر کی تلخیوں سے محفوظ رکھا جائے اور اُس نفسا نفسی کے عالم میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اس کا مقدر بنے۔ کوئی بڑے سے بڑا عابد، زاہد، متقی، ولی اور غوث بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کی بخشش و مغفرت اس کے اپنے اعمال پر ہوجائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک ہر مسلمان مرد و عورت اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ضرور مانگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتیازِ شفاعت دراصل پوری انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے۔

ذیل میں کتبِ احادیث میں مذکور طویل ترین حدیث شفاعت پیش کی جارہی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ اقدس سے اہلِ ایمان کو یہ عظیم خوشخبری مرحمت

فرمائی۔ پہلے راوی کا اشتیاق ملاحظہ کریں:

’’ہم اہلِ بصرہ اکٹھے ہو کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے اور ہم (ان کے شاگرد) ثابت بُنانی کو اپنے ساتھ لے گئے کہ وہ ان سے ہمارے لیے حدیثِ شفاعت کے متعلق سوال کریں؟ وہ اپنے گھر میں تھے۔ ہم نے انہیں نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے دیکھ کر داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ وہ اپنے بچھونے پر بیٹھے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا: حدیثِ شفاعت سے متعلق سوال سے قبل آپ ان سے کوئی اور سوال نہ کریں۔ انہوں نے عرض کیا: ابو حمزہ! یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں اور آپ سے حدیثِ شفاعت کے بارے پوچھنا چاہتے ہیں؟‘‘ انہوں نے فرمایا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّکَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللهِ. فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

فَيَأْتُوْنَنِي فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، وَ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَ قُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَ سَلْ تُعْطَ، وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: انْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ

لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَ قُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَ سَلْ تُعْطَ، وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ، فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَ قُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَ سَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِی أُمَّتِی، فَيَقُوْلُ: اِنْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ.

فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا: لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ، وَ هُوَ مُتَوَارٍ فِی مَنْزِلِ أَبِي خَلِيْفَةَ، فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَنَا. فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! جِئْنَاکَ مِنْ عِنْدِ أَخِيکَ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِی الشَّفَاعَةِ. فَقَالَ: هِيْهِ، فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ، فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ. فَقَالَ: هِيْهِ، فَقُلْنَا لَهُ: لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا، فَقَالَ: لَقَدْ حَدَّثَنِي وَ هُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً، فَلَا أَدْرِی: أَنَسِيَ، أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا. فَقُلْنَا: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! فَحَدِّثْنَا، فَضَحِکَ، وَ قَالَ: خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا، مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ، حَدَّثَنِی كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ.

قَالَ: ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَ قُلْ يُسْمَعْ، وَ سَلْ

تُعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اِئْذَنْ لِي فِيْمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: وَ عِزَّتِي وَجَلَالِي، وَ كِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي: لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔[1]

’’ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کی مانند بے قرار ہوں گے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے، وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے جس پر وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔

’’پس لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا: ہاں! آج شفاعت کا منصب تو میرے پاس ہی ہے۔ پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور مجھے ایسے حمد یہ کلمات الہام کئے جائیں گے جن کے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب کلام الرب عزوجل یوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإيمان، باب أدنٰی أهل الجنة منزلة، ۱: ۱۸۲۔۱۸۴، رقم: ۱۹۳

۳۔ نسائي، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کروں گا جواب مجھے مستحضر نہیں ہیں۔ پس میں ان محامد سے اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ سو مجھے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور کہو! تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے نکال لو جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ میں جا کر یہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت! پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے بھی نکال لو جس کے دل میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسے ہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اس کی حمد وثنا بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدے میں چلا جاؤں گا۔ پس فرمایا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، میری امت، پس وہ فرمائے گا: جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم، بہت ہی کم، بہت ہی کم ایمان ہو۔ پس میں خود جاؤں گا اور جا کر ایسا ہی کروں گا۔

”راوی کہتے ہیں: جب ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا: ہمیں حسن بصری کے پاس چلنا چاہیے جو کہ ابوخلیفہ کے مکان میں روپوش ہیں اور انہیں وہ حدیث بیان کرنی چاہیے جو انس بن مالک

نے ہم سے بیان کی ہے۔ چنانچہ ہم ان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا پھر انہوں نے ہمیں اجازت دی تو ہم نے ان سے کہا: ابو سعید! ہم آپ کے پاس آپ کے بھائی انس بن مالک کے ہاں سے ہوکر آئے ہیں اور انہوں نے ہم سے جو شفاعت کے متعلق حدیث بیان کی اس جیسی حدیث ہم نے آج تک نہیں سنی۔ انہوں نے فرمایا مجھے بھی سناؤ: ہم نے ان سے حدیث بیان کی جب اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے کہا: آگے بیان کرو، ہم نے کہا: اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ آج سے بیس سال قبل جب صحت مند تھے تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی، مجھے معلوم نہیں کہ وہ باقی بھول گئے یا اس لئے بیان کرنا ناپسند کیا کہ کہیں لوگ صرف اسی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ ہم نے کہا: ابو سعید! پھر آپ ہم سے وہ حدیث مکمل بیان کیجئے اس پر آپ ہنسے اور فرمایا: انسان عجلت پسند پیدا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کا ذکر ہی اس لئے کیا ہے کہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انس نے مجھ سے اس طرح حدیث بیان کی جس طرح تم سے بیان کیا۔

''(اس میں یہ اضافہ کیا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس فرمایا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: یا رب! مجھے ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی دیجئے جنہوں نے صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے، پس وہ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی کبریائی و عظمت کی قسم! میں انہیں ضرور دوزخ سے نکال دوں گا جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے۔''

اسی مفہوم کی دیگر احادیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''صحیح بخاری (۴: ۱۷۴۵،

رقم: ۴۴۳۵)؛'' ''صحیح مسلم، (۱: ۱۸۴، رقم: ۱۹۴)'' ''جامع ترمذی (۴: ۲۲۹، رقم: ۲۴۳۴)،'' اور ''مسند احمد بن حنبل (۲: ۴۳۵، رقم: ۹۲۲۳)'' میں مروی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ''مسند احمد بن حنبل (۱: ۴، رقم: ۱۵)؛'' ''صحیح ابن حبان (۱۴: ۳۹۳، رقم: ۶۴۷۶)؛'' ''مسند ابی یعلی (۱: ۴۴، رقم: ۱۵۲)'' اور ''مسند بزار (۱: ۱۴۹، رقم: ۷۶)'' میں مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ''مسند احمد بن حنبل (۱: ۲۸۱،۲۹۵ رقم: ۲۵۴۶، ۲۶۹۲)،'' ''مسند ابی یعلی (۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸)'' میں مروی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے ''سنن دارمی (۲: ۴۲۱، رقم: ۲۸۰۴)؛'' ''المعجم الکبیر للطبرانی (۱۷: ۳۲۰)؛'' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ''ابن ابی شیبہ (۶: ۳۰۸، رقم: ۳۱۶۷۵)؛'' ''السنۃ لابن ابی عاصم (۲: ۳۸۴، رقم: ۸۱۳)'' میں مروی ہے۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی شانِ جلالت کے اِمتیاز و اختصاص کا خصوصی اظہار ہو رہا ہوگا لیکن اس دِن اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی سے حضور سیدِ عالم ﷺ کی کرسی کو اپنے عرشِ جلالت کے ساتھ رکھے گا اور جملہ اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی طرف رجوع کریں گے۔ بجا ہے کہ مغفرت و بخشش اور جنت عطا کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر توحید کی نسبت کے تحت براہِ راست اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش قیامت کے دن بھی حاصل نہ ہو سکے گی بلکہ اس دن بھی درِ رسول ﷺ پر نہ صرف عامۃ المسلمین بلکہ جملہ انبیاء و رُسل عظام علیہم السلام بھی سوالی بن کر حاضر ہوں گے اور حضور سید عالم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو اپنے فیضانِ کرم سے مغفرت و جنت عطا فرمائے گا۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگر قیامت کے دن آپ ﷺ کی طرف رغبت اور آپ ﷺ کے در پر سوالی بن کر حاضر ہونا شرک نہیں تو آج دنیا میں بھی یہ عقیدہ شرک نہیں ہوسکتا، لہٰذا بقول اعلیٰ حضرت احمد رضاؔ محدّث بریلوی:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

پس یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ استمداد و اِستعانت اور توسل کا جو عقیدہ قیامت کے دن درست ہوگا اور جس پر اوّلین و آخرین بشمول انبیاء کا اجماع ہوگا، ایسا عظیم اجماعی عقیدہ یقیناً آج بھی برحق ہے۔ اِس کو شرک قرار دینا اور اہلِ ایمان کو مشرک کہنا خود گمراہی ہے۔

## ۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اِختیارِ شفاعت کا بیان

امت کے حق میں حضور ﷺ کی رحمت اور راحت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ گناہگاروں کو جہنم سے لا لا کر جنت میں داخل فرمائیں گے لیکن اس سے بھی زیادہ دریائے رحمت یہاں معجزن دکھائی دیتا ہے۔ ملاحظہ ہوں درج ذیل احادیث:

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَ بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ؟ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَ أَكْفَى. أَتَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِيْنَ؟ لَا، وَلَكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ۔(۱)

”مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہے میں (قیامت کے روز) شفاعت کا حق اختیار کروں یا میری آدھی امت بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے؟ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ عام تر اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے۔ تمہارے خیال میں وہ پرہیزگاروں کے لئے ہوگی؟ نہیں، بلکہ وہ گناہ گاروں، خطا کاروں اور گناہوں سے آلودہ لوگوں کے لیے ہے۔“

۲۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، ۲: ۱۴۴۱، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم: ۴۳۱۱

۲۔ کناني، مصباح الزجاجة، ۴: ۲۶۰، رقم: ۱۵۴۹

نے فرمایا:

أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ؟ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَ هِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا۔ (۱)

’’میرے پاس اللہ کی طرف سے پیغام لے کر آنے والا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری آدھی امت کو جنت میں داخل کرنے یا شفاعت کرنے کا اختیار دیا۔ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہوا نہیں مرے گا۔‘‘

## ۴۔ حضور ﷺ کا دعائے اِختیاری کو شفاعت کیلئے مختص فرمانا

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ، فَأُرِيْدُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، ۴: ۶۲۷، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة، رقم: ۲۴۴۱

۲۔ کناني، مصباح الزجاجة، ۴: ۲۶۰، رقم: ۱۵۴۱

۳۔ آجري، الشريعة: ۳۴۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التوحيد، باب فی المشيئة والإرادة، ۶: ۲۷۱۸، رقم: ۷۰۳۶

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۸

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۸۱، رقم: ۸۹۴۶

’’ہر نبی کو ایک مقبول دعا کا حق ہے، پس میں چاہتا ہوں اگر اللہ چاہے کہ اپنی اس دعا کو قیامت کے دن امت کی شفاعت کے لیے مؤخر کر کے رکھوں۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ. وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(۱)

’’ہر نبی کے لیے کوئی ایک مقبول دعا تھی جسے اس نے اپنی امت کے لئے کیا، اور بے شک میں نے اپنی اس دعا کو قیامت کے دن امت کی شفاعت کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔‘‘

اسی مفہوم کی مزید احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ’’صحیح بخاری (۵: ۲۳۲۳، رقم: ۵۹۴۵، ۵۹۴۶)،‘‘ ’’صحیح مسلم (۱: ۱۸۹، ۱۹۰، رقم: ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱)،‘‘ ’’جامع ترمذی (۵: ۵۸۰، رقم: ۳۶۰۲)،‘‘ ’’سنن ابن ماجہ (۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۷)،‘‘ ’’موطا امام مالک (۱: ۲۱۲، رقم: ۴۹۴)،‘‘ ’’مسند احمد بن حنبل (۲: ۳۱۳، ۴۲۶، ۴۸۶، رقم: ۸۱۳۲، ۹۵۰۰، ۳۱۶ اور ۳: ۳۸۴، رقم: ۱۵۱۵۶)،‘‘ ’’صحیح ابن حبان (۱۴: ۳۷۴، رقم: ۶۴۶۱)‘‘ میں، ’’مسند ابن راہویہ (۱: ۲۳۳، رقم: ۱۹۱)،‘‘ ’’سنن بیہقی (۱۰: ۱۹۰)،‘‘ ’’شعب الایمان (۱: ۲۸۸، رقم: ۳۱۳)؛‘‘ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ’’مسند ابی یعلی (۲: ۳۹۳، رقم: ۱۰۰۴)،‘‘ ’’مصنف (۶: ۳۱۰، رقم: ۳۱۶۸۳)،‘‘ ’’مسند عبد بن حمید (۱: ۲۸۳، رقم: ۹۰۳)‘‘ اور دیگر کئی کتبِ احادیث میں مروی ہیں۔

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب اختباء النبي صلى الله عليه وآله وسلم دعوة الشفاعة لأمته، ۱: ۱۹۰، رقم: ۲۰۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲۵۸، ۳: ۲۱۸، رقم: ۱۳۳۰۵، ۱۳۷۳۱

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۷۶، رقم: ۶۱۹۶

## ۵۔ روزِ قیامت حضور ﷺ کا سب سے پہلے شفیع ہونے کا بیان

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (۱)

’’میں قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَنْتَظِرُوْنَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ، فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَباً إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا، اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا. وَ قَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْماً، وَ قَالَ آخَرُ: فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَ رُوْحُهُ، وَ قَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَ قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَ عَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللهِ وَ

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۸

۲۔ أبوداود فی السنن، کتاب السنة، باب فی التخییر بین الأنبیاء علیهم السلام، ۴: ۲۱۸، رقم: ۴۶۷۳

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۴۰، رقم: ۱۰۹۸۵

هُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيسٰى رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَ هُوَ كَذٰلِكَ، أَ لَا! وَ أَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، و أَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَ أَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيْهَا وَ مَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَ أَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ۔(۱)

’’چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب پہنچے تو انہیں گفتگو کرتے ہوئے سنا، (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا) ان میں سے بعض نے کہا: تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے اپنا خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام (کلیم اللہ) ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہارِ تعجب سن لیا ہے۔ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، اور واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں، بے شک وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فی فضل النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶

۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

۳۔ ابن کثیر، نهاية بداية النهاية، ۱۰: ۴۳۹،

۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۶۱

ہیں، واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا، وہ بھی یقیناً اسی طرح ہیں۔ مگر سنو! اچھی طرح آ گاہ ہو جاؤ کہ (میری شان یہ ہے) میں اللہ کا حبیب ہوں اور (اس پر) کوئی فخر نہیں، میں قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے کوئی فخر نہیں، سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا بھی میں ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے میری لئے کھول دے گا پس مجھے اس میں داخل کر دے گا اور میرے ساتھ فقیر و غریب مؤمن ہوں گے اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں، میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوں لیکن میں کوئی فخر نہیں کرتا۔''

## ٦۔ ہر کلمہ گو کے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا:

**يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِکَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْکَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِکَ عَلَی الْحَدِيْثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ خَالِصاً مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ۔**(١)

---

(١) ١۔ بخاري، الصحيح، کتاب العلم، باب الحرص علی الحديث، ١: ٤٩، رقم: ٩٩

٢۔ أيضاً، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ٥: ٢٤٠٢، رقم: ٦٢٠١

”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قیامت کے روز آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میرا گمان یہی تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے تم مجھ سے پوچھو گے کیونکہ میں نے حدیث کے ساتھ تمہاری بے پناہ رغبت دیکھی ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس نے خلوص دل و جان سے (کلمہ) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھا۔“

## ۷۔ اہلِ کبائر کے لیے حضور ﷺ کی شفاعت کا بیان

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي۔(۱)**

”میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔“

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ لِي**

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة، باب في الشفاعة، ۴:۶۲۵، رقم: ۲۴۳۵

۲۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في الشفاعة، ۴: ۲۳۶، رقم: ۴۷۳۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۱۳، رقم: ۱۳۲۲۲

۴۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۷۵، رقم: ۴۷۱۳ (یہ روایت حضرت ابنِ عباس ص سے مروی ہے۔)

جَابِرٌ : يَا مُحَمَّدُ! مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَا لَهُ وَلِلشَّفَاعَةِ۔ (۱)

’’میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ امام محمد بن علی (الباقر) کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے محمد! جو کبیرہ گناہوں والے نہیں ہوں گے ان کی شفاعت کا کیا حال ہوگا؟‘‘

## ۸۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعتِ عامہ کا بیان

۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ۔ (۲)

’’میں قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرنے والا اور ان کو اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا حق دلانے والا ہوں گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہہ رہا۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة، باب فى الشفاعة، ۴:۶۲۵، رقم: ۲۴۳۶

۲۔ حاكم، المستدرك، ۱:۱۴۰، رقم: ۲۳۲

۳۔ طيالسی، المسند، ۱:۲۳۳، رقم: ۱۶۶۹

(۲) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، باب فى فضل النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵:۵۸۶، رقم: ۳۶۱۳

۲۔ ابن ماجة، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲:۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵:۱۳۷، رقم: ۲۱۲۴۵

سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: أَنَا فَاعِلٌ! قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُکَ؟ قَالَ: اُطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيْزَانِ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ، فَإِنِّي لَا أُخْطِيءُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ۔(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ہی ایسا کرنے والا ہوں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں (میدانِ حشر میں) آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، میں نے عرض کیا: اگر آپ وہاں نہ ملیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میزان کے پاس ڈھونڈنا، میں نے عرض کیا: اگر وہاں بھی نہ ملیں تو کہاں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ کو حوضِ کوثر پر تلاش کرنا کیونکہ ان تین جگہوں میں سے ہی کسی جگہ پر میں ہوں گا۔‘‘

۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ أَشْفَعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدَدَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ وَمَدَرَةٍ۔(۲)

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، کتاب صفة القيامة والرقائق، باب ما جاء في شأن الصراط، ۴: ۶۲۱، رقم: ۲۴۳۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۸، رقم: ۱۲۸۲۵ (اس حدیث کے رجال صحیح ہیں۔)

۳۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۷: ۲۴۶، رقم: ۲۶۹۱

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۴۷، رقم: ۲۲۹۴۳ ←

”مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن روئے زمین کے جملہ درختوں اور مٹی کے ڈھیلوں کی مقدار کے برابر اپنی امت کے افراد کی شفاعت کروں گا۔“

## ۹۔ روزِ قیامت حضور ﷺ کی شفاعت کے درجہ بہ درجہ حقدار

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقٰی مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيَّ رَبِّي مَخَافَةً أَنْ يَبْعَثَ بِي إِلَی الْجَنَّةِ وَ يَبْقٰی أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تُرِيْدُ أَنْ أَصْنَعَ بِأُمَّتِکَ؟ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ عَجِّلْ حِسَابَهُمْ، فَيُدْعٰی بِهِمْ فَيُحَاسَبُوْنَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي فَمَا أَزَالُ أَشْفَعُ حَتّٰی أُعْطٰی صِکَاکًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَی النَّارِ، وَآتِي مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَکْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِي أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ۔ (۱)

------

........ ۲۔ روياني، المسند، ۱: ۴۳، رقم: ۳۰

۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۸

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰ (امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔)

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷

۳۔ طبرانی، المعجم الکبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

’’(قیامت کے دن) تمام انبیاء علیھم السلام کے لئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کریم کے حضور کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد (کہیں بے یار و مددگار) رہ جائے۔ پس میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: محمد (ﷺ)! آپ کی کیا مرضی ہے، آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں عرض کروں گا: اے میرے رب! ان کا حساب جلدی فرما دے۔ پس ان کو بلایا جائے گا اور ان کا حساب ہو گا، کچھ ان میں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے، اور کچھ میری شفاعت سے۔ میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کا پروانہ بھی عطا کر دیا جائے گا جنہیں دوزخ میں بھیجا جا چکا ہو گا، جب میں داروغۂ جہنم کے پاس آؤں گا تو وہ عرض کرے گا: اے محمد! آپ نے اپنی امت میں سے کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں چھوڑا جس پر اللہ رب العزت ناراض ہو۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ بَيْتِي، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ الْأَنْصَارُ، ثُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَاتَّبَعَنِي مِنَ الْيَمَنِ، ثُمَّ مِنْ سَائِرِ الْعَرَبِ، ثُمَّ الْأَعَاجِمُ، وَأَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ أُولُو الْفَضْلِ۔ (۱)

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۲: ۴۲۱، رقم: ۱۳۵۵۰

۲۔ ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۲۳، رقم: ۲۹

۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰

’’میں قیامت کے روز سب سے پہلے اپنی امت میں سے اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا، پھر مرتبہ بہ مرتبہ قریب ترین قریشی کی، پھر انصار کی، پھر اس کی جو یمن میں سے مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی، پھر باقی عرب کی، پھر تمام عجم کے مؤمنین کی اور میں جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ اہلِ فضل ہوں گے۔‘‘

## ۱۰۔ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے طفیل بلاحساب جنت میں داخل ہونے کا بیان

۱۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ أُمَّتِي هَذِهِ؟ قِيْلَ: بَلْ هَذَا مُوْسَى وَقَوْمُهُ، قِيْلَ: أُنْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيْلَ لِي: أُنْظُرْ هَاهُنَا! وَ هَاهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيْلَ: هَذِهِ أُمَّتُکَ! وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا: نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهُ، فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ فَقَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَ مِنْهُمْ أَنَا يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ! فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَ مِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: سَبَقَکَ

بِهَا عُكَّاشَةُ۔(۱)

’’مجھ پر سابقہ امتیں پیش کیں گئیں تو ایک اور دو نبی گزرنے لگے جن کے ساتھ ایک جماعت تھی، اور کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا یہاں تک کہ ایک جمِ غفیر میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ یہ میری امت ہے؟ کہا گیا: نہیں بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ کہا گیا: آپ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھیں تو میں نے اچانک دیکھا کہ ایک جمِ غفیر نے افق کو گھیرا ہوا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا: ادھر دیکھئے اور ادھر آسمان کے (دیگر) کناروں کی طرف بھی دیکھئے تو دیکھا کہ اس جمِ غفیر نے ہر طرف سے آسمان کو گھیرا ہوا ہے۔ مجھے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے! اور ان میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور مزید وضاحت نہ فرمائی تو لوگ باہم بات چیت کرتے ہوئے کہنے لگے: ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی، پس وہ ہم ہی ہیں یا ہماری اولاد ہیں جو اسلام پر پیدا ہوئے کیونکہ ہم تو دورِ جاہلیت میں پیدا ہوئے۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے تشریف لا کر فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو نہ غیر شرعی جھاڑ پھونک کرائیں گے، نہ بدفالی لیں گے، نہ نشان لگوا کر علاج

---

() ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره، ۵: ۲۱۵۷، رقم: ۵۳۷۸

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۹، رقم: ۲۲۰

۳۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة والرقائق، باب ما جاء في صفة أواني الحوض، ۴: ۶۳۱، رقم: ۲۴۴۶

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

کرائیں گے بلکہ سارے معاملات میں صرف اپنے رب پر توکل کریں گے۔ پس عکاشہ بن محصن نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ اس بارے میں تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ، شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا، مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوْهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔(۱)

’’میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے، (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا اور آخری شخص جنت میں داخل ہوجائے گا۔ اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنة سبعون ألفا بغیر حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۷

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۸، رقم: ۲۱۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۵، رقم: ۲۲۸۳۹

فرماتے ہوئے سنا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔(۱)

’’میری امت کے ستر ہزار افراد کا گروہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عکاشہ بن محصن نے اپنی اون کی چادر کو بلند کرتے ہوئے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل فرما لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو اس کو ان میں شامل فرما لے، پھر ایک انصاری شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔‘‘

۴۔ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفًا بغير حساب، ۵:۲۳۹٦، رقم: ٦١٧٦

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱:۱۹۷، رقم: ۲۱٦

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲:۴۰۰، رقم: ۹۲۰۲

فرماتے ہوئے سنا:

وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ۔ (۱)

’’میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ۷۰ ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ اپنے چلوؤں میں سے تین چلو (اپنے حسبِ حال جہنمیوں سے بھر کر) بھی جنت میں ڈالے گا۔‘‘

۵۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عزوجل، فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذَالِكَ آتٍ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِي۔ (۲)

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في الشفاعة، ۴: ۶۲۶، رقم: ۲۴۳۷

۲۔ ابن ماجة في السنن، كتاب الزهد، باب صفة محمد صلى الله عليه وآله وسلم، ۲: ۱۴۳۳، رقم: ۴۲۸۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۶۸، رقم: ۲۲۳۰۳ (اس کی اسناد حسن ہے۔)

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۶، رقم: ۲۲

۲۔ أبويعلى، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۱۲

”مجھے ستر ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل (صفاء و جلاء میں) ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے رب عزوجل سے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ۷۰ ہزار کا میرے لئے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ بے شک یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہوگا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو پہنچے گا۔“

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَشْفَعُ لِأُمَّتِي حَتَّى يُنَادِيَنِي رَبِّي عزوجل فَيَقُوْلُ: أَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ فَأَقُوْلُ: نَعَمْ رَضِيْتُ۔ (۱)

”میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ میرا رب مجھے ندا دے کر پوچھے گا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا آپ راضی ہوگئے؟ چنانچہ میں عرض کروں گا: ہاں! میں راضی ہوگیا۔“

## خلاصۂ بحث

امت کا اس پر اجماع ہے اور اس کا انکار کوئی مومن نہیں کرسکتا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عقیدہ ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ متفق علیہ احادیث مبارکہ سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعتِ کبریٰ کے مقام پر فائز کیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے جملہ اہلِ محشر مستفید ہوں گے اور یہ شفاعت بطورِ خاص ان

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۴۴، رقم: ۲۰۸۴

۲۔ بزار، المسند، ۲: ۲۴۰، رقم: ۶۳۸

۳۔ ابن کثیر، نهاية بداية النهاية، ۱۰: ۴۵۷

گناہگاروں کے لئے بھی ہوگی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہونے کے باعث جہنم کے حقدار ٹھہرائے جا چکے ہوں گے۔ حضور ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کی وجہ سے ہر امتی جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

صالحین و نیکوکار اپنے محبین اور تعلق داروں کے ہاتھ تھامے ہوئے انہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ وہ اپنے احباب کو ایک زنجیر کی طرح اپنے ہاتھوں کے قلاوے میں لئے ہوں گے اور گنہگار ان کے ساتھ بغیر حساب کے داخلِ جنت ہوں گے۔

www.MinhajBooks.com

## فصل چہارُم

# اَولیاء اللہ اور اَعمالِ صالحہ کی شفاعت

www.MinhajBooks.com

جملہ انبیاء علیھم السلام، اولیاء و صالحین، قرآن مجید، ماہ رمضان اور دیگر نیک اعمال کی شفاعت قرآن و حدیث سے ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں درجہ بہ درجہ شفاعت کا حق پانے والوں میں سے وہ چھوٹے بچے بھی شامل ہیں جو شیر خوارگی میں انتقال کر گئے وہ اپنے والدین کی شفاعت کریں گے۔ شہید اپنے احباب کی شفاعت کریں گے، مظلوم جن کی مدد کی گئی اپنے مدد گاروں کی شفاعت کریں گے، پیاسے اپنے سیراب کرنے والوں کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ وہ پیاسا کتا بھی سفارش کرے گا جس کی نے تشنگی دور کی۔ ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ درج کی جا رہی ہیں:

## ۱۔ اَولیاء و صالحین کی شفاعت کا بیان

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیثِ مبارکہ مروی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤمنین کا اپنے مؤمن بھائیوں کی شفاعت کرنے کے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَ يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَ يَعْمَلُوْنَ مَعَنَا، فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، وَ يُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُوْنَهُمْ وَ بَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ

عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوا. قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاقْرَءُوْا ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ إِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا﴾[1] فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ، يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ، قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَ إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ، فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ۔[2]

---

(۱) النساء، ۴: ۴۰

(۲) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، ۶: ۲۷۰۷، رقم: ۷۰۰۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ۱: ۱۶۹، رقم: ۱۸۳

۳۔ نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب زيادة الإيمان، ۸: ۱۱۲، رقم: ۵۰۱۰

’’تم مجھ سے حق کا مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہوچکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر شدت کے ساتھ مومن اس روز اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کریں گے۔ جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پاگئے ہیں۔ اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کرتے ہوئے وہ عرض کریں گے: اے رب! (یہ) ہمارے بھائی (ہیں جن کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا یہ) ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ (نیک) عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اسے (دوزخ سے) نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کردیگا، پس وہ ان کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے چنانچہ جن کو وہ پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں نصف دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو، پس وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لو چنانچہ وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسے یقین نہ آتا ہو وہ یہ آیت پڑھ لے: ﴿بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کردیتا ہے﴾۔ پس انبیاء، فرشتے اور مؤمنین شفاعت کریں گے تو خالق و مالک جبار فرمائے گا: میری شفاعت باقی ہے تو وہ دوزخ سے (جہنمیوں کو) مٹھی بھر کر نکالے گا جو جل کر کوئلے کی طرح ہوچکے ہوں گے۔ پھر انہیں نہرِ آبِ حیات میں ڈال دیا جائے گا جو جنت کے کناروں پر ہے۔ چنانچہ وہ اس طرح تروتازہ ہوکر نکلیں گے جیسے سیلابی جگہ سے دانہ اگتا ہے جن کو تم نے کسی پتھر یا درخت کے پاس دیکھا ہوگا۔ پس ان میں سے جس کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے وہ سبز اور جو سایہ میں ہوتا ہے سفید رہتا ہے گویا وہ موتیوں

کی مانند نکلیں گے اور ان کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ سو اہلِ جنت کہیں گے: یہ رحمان کے آزاد کردہ ہیں کہ اس نے ان کو بغیر عمل کیے اور بغیر کسی بھلائی کے جسے وہ آگے بھیج چکے ہوں جنت میں داخل کر دیا۔ پس ان (جہنم سے آزاد ہونے والوں) سے کہا جائے گا: تمہارے لئے جو تم نے دیکھا یہ اور اس کی مثل مزید ہے۔‘‘

۲۔ عبد اللہ بن شقیق کا بیان ہے کہ ایلیاء کے مقام پر میں ایک گروہ کے ساتھ تھا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ. قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! سِوَاکَ؟ قَالَ: سِوَايَ. فَلَمَّا قَامَ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا ابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ۔ (۱)

’’میری امت کے ایک شخص (حضرت عثمان بن عفان یا اویس قرنی) کی شفاعت کے سبب بنو تمیم کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میرے علاوہ۔ راوی کہتے ہیں: پس جب وہ چلے گئے تو میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا: یہ ابنِ ابی جذعاء ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، کتاب صفة القيامة و الرقائق، باب ما جاء فی الشفاعة، ۴: ۶۲۶، رقم: ۲۴۳۸
۲۔ ابن ماجة، السنن، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۶
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۶۹۔ ۴۷۰، رقم: ۱۵۸۵۷

۳۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَ يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَ يُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَ يُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، وَ يُشَفَّعُ فِي سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهِ۔(۱)

’’اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے شہید کو چھ خصوصیات عطا ہوتی ہیں: خون بہتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ قیامت کی گھبراہٹ اور خوف سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے سر پر یاقوت سے بنا ہوا عزت وعظمت والا تاج رکھا جاتا ہے، ۷۲ حوریں عین (جن کی آنکھوں کی پتلی بڑی اور چوڑی ہیں) کو اس کی زوجیت میں دیا جاتا ہے اور اس کے ۷۰ رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔‘‘

۴۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب فضائل الجهاد، باب في فضائل الشهيد، ۴: ۱۸۷، رقم: ۱۶۶۳

۲۔ ابن ماجة، السنن، كتاب الجهاد، باب فضل الشهادة في سبيل الله، ۲: ۹۳۵، رقم: ۲۷۹۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۱، رقم: ۱۷۱۸۲ (اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔)

يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَ مُضَرَ۔(۱)

’’حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دو قبیلوں ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کریں گے۔‘‘

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصَبَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔(۲)

’’بے شک میرے امت میں سے کوئی لوگوں کے ایک گروہ کی شفاعت کرے گا، کوئی کسی قبیلہ کی شفاعت کرے گا، کوئی کسی جماعت کی شفاعت کرے گا اور کوئی کسی شخص کی شفاعت کرے گا یہاں تک کہ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

۶۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة والرقائق، باب ما جاء في الشفاعة، ۴: ۶۲۷، رقم: ۲۴۳۹

(۲) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب صفة القيامة و الرقائق، باب ما جاء في الشفاعة، ۴: ۶۲۷، رقم: ۲۴۴۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰، رقم: ۱۱۱۴۸

(۳) ۱۔ ابن ماجة، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۳

۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲: ۲۶۵، رقم: ۱۷۰۷

۳۔ آجري، الشريعة: ۳۵۰

’’قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے: انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔‘‘

۷۔ عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں: میں ایک رات ابو بردہ کے پاس تھا کہ ہمارے پاس حضرت حارث بن اُقَیش رضی اللہ عنہ آئے۔ حارث نے اسی رات ہمیں بیان کیا کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ أَكْثَرُ مِنْ مُضَرَ، وَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتَّى يَكُوْنَ أَحَدَ زَوَايَاهَا۔ (۱)**

’’میرے ایک امتی کی شفاعت کے سبب قبیلہ مضر سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بے شک ایک ایسا امتی بھی ہوگا (جو اپنے گناہوں کے سبب) دوزخ کے لئے اتنا بڑا ہوجائے گا کہ اس کا ایک کونہ ہوگا۔‘‘

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**يَصُفُّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفُوْفًا (وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ) فَيَمُرُّ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ، فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ فَسَقَيْتُكَ شَرْبَةً؟ قَالَ: فَيَشْفَعُ لَهُ، وَيَمُرُّ الرَّجُلُ، فَيَقُوْلُ: أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَاوَلْتُكَ طَهُوْرًا؟ فَيَشْفَعُ لَهُ، وَيَقُوْلُ: يَافُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثْتَنِي فِي حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا؟ فَذَهَبْتُ لَكَ،**

(۱) ۱۔ ابن ماجة، السنن، کتاب الزهد، باب صفة النار، ۲: ۱۴۴۶، رقم: ۴۳۲۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۱۲

۳۔ حاکم، المستدرك، ۱: ۲۴۲، رقم: ۲۳۸

فَيَشْفَعُ لَهُ۔(۱)

’’قیامت کے دن لوگ صفیں بنائیں گے (ابنِ نمیر نے کہا یعنی اہلِ جنت) تو دوزخیوں میں سے ایک شخص جنتی شخص کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں! تجھے یاد ہے کہ ایک دن تُو نے پانی مانگا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ پس وہ جنتی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ ایک اور آدمی دوسرے آدمی کے پاس سے گزرتے ہوئے کہے گا: تجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دن تجھے طہارت کے لئے پانی دیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ ایک اور آدمی کہے گا: اے فلاں: تجھے یاد ہے کہ ایک دن تو نے مجھے اِس اِس کام کے لئے بھیجا چنانچہ میں تیری خاطر چلا گیا تھا؟ پس وہ اس کے لئے شفاعت کرے گا۔‘‘

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مُيِّزَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَ أَهْلُ النَّارِ، فَدَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَ أَهْلُ النَّارِ النَّارَ. قَامَتِ الرُّسُلُ فَشَفَعُوْا، فَيَقُوْلُ: انْطَلِقُوْا أَوِ اذْهَبُوْا، فَمَنْ عَرَفْتُمْ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقُوْنَهُمْ فِي نَهَرٍ أَوْ عَلَى نَهَرٍ. يُقَالُ لَهُ: الْحَيَاةُ. قَالَ: فَتَسْقُطُ مَحَاشُّهُمْ عَلَى حَافَةِ النَّهَرِ، وَ يَخْرُجُوْنَ بِيضًا مِثْلَ الثَّعَارِيْرِ، ثُمَّ يَشْفَعُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا أَوِ انْطَلِقُوْا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ قِيْرَاطٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُمْ، قَالَ: فَيُخْرِجُوْنَ بَشَرًا، ثُمَّ يَشْفَعُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، ۲: ۱۲۱۵، رقم: ۳۶۸۵

۲۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۷۸، رقم: ۴۰۰۶

۳۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۷، رقم: ۶۵۱۱

أَوِ انْطَلِقُوْا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا الْآنَ أُخْرِجُ بِعِلْمِي وَ رَحْمَتِي، قَالَ: فَيُخْرِجُ أَضْعَافَ مَا أَخْرَجُوْا وَأَضْعَافَهُ، فَيُكْتَبُ فِي رِقَابِهِمْ عُتَقَاءُ اللهِ ﷻ، ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمَّوْنَ فِيْهَا الْجَهَنَّمِيِّيْنَ۔(۱)

’’جب جنتی اور جہنمی لوگوں میں امتیاز ہوجائے گا، پس جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے۔ اس کے بعد رسلِ عظام کھڑے ہوکر شفاعت فرمائیں گے۔ پس (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: جاؤ اور جس جس کو تم پہچانتے ہو اس کو جہنم سے نکال لو تو وہ ایسے لوگوں کو نکال لیں گے جو جل کر کوئلے کی طرح ہوچکے ہوں گے۔ پھر انہیں آبِ حیات کی نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر فرمایا: پس اُن کے جلے ہوئے جسموں کو نہر کے کنارے میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کے بعد وہ ککڑیوں کی طرح سفید تروتازہ ہوکر نکلیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ دوبارہ شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں رتی برابر ایمان پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لو سو وہ جلدی سے نکال لیں گے۔ پھر شفاعت کریں گے تو انہیں کہا جائے گا: جاؤ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان پاؤ تو اسے بھی نکال لو۔ پھر اللہ ﷻ فرمائے گا: اب میں اپنے علم اور رحمت سے نکالوں گا پس اللہ تعالیٰ جو انہوں نے نکالیں ہوں گے اس سے کئی گنا زیادہ لوگوں کو نکال لے گا اس سے بھی زیادہ، سو ان کی گردنوں پر لکھ دیا جائے گا عتقاء اللہ (اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ)۔ پھر انہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا اور اس میں انہیں جہنمی کے نام سے پکارا جائے گا۔‘‘

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳:۳۲۵، رقم: ۱۴۴۹۱

۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱:۴۱۰، رقم: ۱۸۳

۳۔ ابن جعد، المسند، ۱:۳۸۶، رقم: ۲۶۴۳

۱۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُحمَلُ النَّاسُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَتَقَادَعُ بِهِمْ جَنَبَةُ الصِّرَاطِ تَقَادُعَ الْفَرَاشِ فِي النَّارِ، قَالَ: فَيُنْجِي اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ. قَالَ: ثُمَّ يُؤْذَنُ لِلْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّينَ وَ الشُّهَدَاءِ أَنْ يَشْفَعُوا، فَيَشْفَعُونَ وَ يُخْرِجُونَ، وَيَشْفَعُونَ وَ يُخْرِجُونَ، وَيَشْفَعُونَ وَيُخْرِجُونَ، وَ زَادَ عَفَّانُ مَرَّةً، فَقَالَ أَيْضًا: وَ يَشْفَعُونَ وَ يُخْرِجُونَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً مِنْ إِيْمَانٍ۔(۱)

’’قیامت کے دن لوگ پل صراط پر چلیں گے تو پل صراط کا کنارہ ان لوگوں کو پتنگوں کے آگ میں گرنے کی طرح اس میں گرائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے گا نجات دے گا۔ پھر فرشتوں، نبیوں، اور شہداء کو اجازت دی جائے گی کہ وہ شفاعت کریں۔ پس وہ شفاعت کریں گے اور (دوزخیوں کو) نکالیں گے، پھر وہ شفاعت کریں گے اور (دوزخیوں کو) نکالیں گے، پھر وہ شفاعت کریں گے اور (دوزخیوں کو) نکالیں گے۔ عفان نے اس میں اضافہ کیا ہے: وہ شفاعت کریں گے اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بھی (دوزخ سے) نکال لیں گے۔‘‘

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيَتَحَمَّدَنَّ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أُنَاسٍ مَا عَمِلُوا مِنْ خَيْرٍ قَطُّ.

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۳، رقم: ۲۰۴۴۰ (اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔)
۲۔ بزار، المسند، ۹: ۱۲۳، رقم: ۳۶۷۱
۳۔ طبراني، المعجم الصغیر، ۲: ۱۴۲، رقم: ۹۲۹

فَيُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا احْتَرَقُوا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ بَعْدَ شَفَاعَةِ مَنْ يَشْفَعُ۔ (۱)

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں پر ان کے بارے احسان جتائے گا جنہوں نے (دنیا میں) کبھی کوئی بھلائی کی ہوگی۔ پس وہ لوگوں کو جہنم میں جلنے کے بعد شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے بعد اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل کرے گا۔''

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُعَمَّرٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا صَرَفَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثَةَ أَنْوَاعٍ مِنَ الْبَلَاءِ: اَلْجُنُونَ وَ الْجُذَامَ وَالْبَرَصَ. فَإِذَا بَلَغَ خَمْسِينَ سَنَةً: لَيَّنَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِسَابَ. فَإِذَا بَلَغَ سِتِّيْنَ: رَزَقَهُ اللهُ الْإِنَابَةَ إِلَيْهِ بِمَا يُحِبُّ، فَإِذَا بَلَغَ سَبْعِيْنَ سَنَةً: أَحَبَّهُ اللهُ وَ أَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ. فَإِذَا بَلَغَ الثَّمَانِيْنَ: قَبِلَ اللهُ حَسَنَاتِهِ وَ تَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِهِ. فَإِذَا بَلَغَ تِسْعِيْنَ: غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَ سُمِّيَ أَسِيْرَ اللهِ فِي الْأَرْضِ وَشَفَعَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ۔ (۲)

''کسی بھی شخص کو جب اسلام میں ۴۰ سال تک عمر دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے تین قسم کی بلائیں دور فرماتا ہے: پاگل پن، کوڑھ اور سفید داغ۔ پھر جب

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۰۰، رقم: ۹۲۰۱
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۳۴۶، رقم: ۵۵۰۶

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۷، رقم: ۱۳۲۷۹
۲۔ أبویعلی، المسند، ۷: ۲۴۱، رقم: ۴۲۴۶
۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۲۰۹

وہ ۵۰ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر حساب نرم فرماتا ہے۔ پھر جب وہ ۶۰ سال کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایسے توجہ فرماتا ہے جیسے وہ پسند کرتا ہے۔ پھر جب وہ ۷۰ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اہلِ آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ ۸۰ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول فرماتا ہے اور اس کی برائیوں سے درگزر کرتا ہے۔ جب وہ ۹۰ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کے پہلے اور بعد کے گناہ بخش دیتا ہے، اسے زمین میں اللہ تعالیٰ کے قیدی کا نام دیا جاتا ہے اور وہ اپنے گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔''

۱۳۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ۔(۱)

''کسی بھی میت پر جب ایک سو (۱۰۰) مسلمانوں میں سے ہر ایک اس کی نماز پڑھتے ہوئے اس کے لیے شفاعت کرتے ہیں تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔''

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه مائة شفعوا فیه، ۲: ۶۵۴، رقم: ۹۴۷

۲۔ طیالسي، المسند، ۱: ۲۱۴، رقم: ۱۵۲۶

۳۔ بیهقي، السنن الکبری، ۴: ۳۰

۴۔ صحیح مسلم (رقم: ۹۴۸)، سنن ابن ماجه (رقم: ۱۴۸۹) اور مسند احمد بن حنبل (۱: ۲۷۷) میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ تعداد ۴۰ افراد بیان کی گئی ہے۔

۱۴۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي، أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: وَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ! قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوْا بِمِثْلِي۔(۱)

''میری امت میں سے جس شخص کے دو پیش رو (دو کم سن فوت شدہ بچے) ہوں گے، وہ اس شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جس شخص کا ایک پیش رو ہو؟ فرمایا: اے صاحبۂ خیرات! اس کو وہ ایک پیش رو ہی لے جائیگا۔ عرض کیا: جس کا کوئی پیش رو نہ ہو؟ فرمایا: جس کا کوئی نہیں ہوگا اس کا میں ہوں گا کیونکہ میری امت کو میری جدائی سے بڑھ کر کسی کی جدائی کی تکلیف نہیں پہنچی۔''

## ۲۔ قرآن مجید، رمضان المبارک اور دیگر باعثِ شفاعت اُمور کا بیان

۱۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِقْرَءُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ. إِقْرَءُوا

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من قدم ولدا، ۳: ۳۷۶، رقم: ۱۰۶۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۳۴، رقم: ۳۰۹۸ (اس کی سند حسن ہے۔)

۳۔ أبویعلی، المسند، ۵: ۱۳۸، رقم: ۲۷۵۲

الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَ سُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا. اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَ تَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ۔ (۱)

’’قرآن پاک پڑھا کرو بے شک یہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ تم دو روشن سورتیں بقرۃ اور آلِ عمران پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں یا دو سائبانوں یا صف باندھے قطار کی شکل میں دو اڑتے ہوئے پرندوں کی طرح آ کر اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ تم سورۃ البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعثِ برکت اور ترک کرنا حسرت ہے اور جادوگر اس تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔‘‘

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ، فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَ شَفَّعَهُ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔ (۲)

’’جس نے اس طرح قرآن پڑھا کہ اسے حفظ کرلیا، پس اس کے حلال کو

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قرآة القرآن، ۱: ۵۵۳، رقم: ۸۰۴

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۱: ۱۵۰، رقم: ۴۶۸

۳۔ بيهقي، السنن الصغرى، ۱: ۵۴۷، رقم: ۹۹۸،

(۲) ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فى فضل قارئ القرآن، ۵: ۱۷۱، رقم: ۲۹۰۵

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۴۸، رقم: ۱۲۶۷

حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے خاندان سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**اَلصِّيَامُ وَالْقُرآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَیْ رَبِّ! مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ. وَيَقُوْلُ الْقُرآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ۔**(۱)

’’روزے اور قرآن مجید قیامت کے دن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزے عرض کریں گے: اے پروردگار! میں نے اسے دن کے وقت کھانے اور شہوت کرنے سے روکے رکھا پس تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن عرض کرے گا: میں نے اسے رات کے وقت نیند سے بیدار رکھا پس تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔‘‘

معلوم ہوا کہ آخرت میں اولیاء اللہ و صالحین اور دیگر اعمالِ صالحہ کی شفاعت بھی حق ہے جو ایک سچے موحد کو نصیب ہوگی۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲:۱۷۴، رقم: ۶۶۲۶

۲۔ حاکم، المستدرك، ۱:۷۴۰، رقم: ۲۰۳۶

۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲:۳۴۶، رقم: ۱۹۹۴

فصل پنجم

# کفار و مشرکین سے شفاعت کی نفی

www.MinhajBooks.com

گزشتہ صفحات میں ہم نے اِس اَمر کو قرآن و حدیث سے خوب واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ اِذنِ اِلٰہی سے منصبِ شفاعت پر فائز ہیں وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے، اِن میں انبیاء، اولیاء اور صالحین ہیں۔ اس کے برعکس قرآن حکیم میں جن مقامات پر بھی نفئ شفاعت وارد ہوئی ہے اس کے مصداق کفار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ ہیں۔ وہ نہ تو خود اس منصب کے اہل ہیں اور نہ کسی کی شفاعت کی بدولت جہنم سے خلاصی پا سکتے ہیں یعنی شفاعت کفار و مجرمین کے حق میں ہرگز بھی فائدہ مند نہیں ہوگی۔

## ا۔ کافر سے شفاعت کی نفی

ا۔ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**وَاتَّقُوْا يَوْماً لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَO**(۱)

’’اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ اس کی طرف سے (کسی ایسے شخص کی) کوئی سفارش قبول کی جائے گی (جسے اذنِ الٰہی حاصل نہ ہوگا) اور نہ اس کی طرف سے (جان چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ (امرِ الٰہی کے خلاف) ان کی امداد کی جا سکے گیO‘‘

۲۔ اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) البقرۃ، ۲: ۴۸

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○[1]

’’اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی دوسری جان کی جگہ کوئی بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ اس کی طرف سے (اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ اس کو (اذنِ الٰہی کے بغیر) کوئی سفارش ہی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ (امرِ الٰہی کے خلاف) انہیں کوئی مدد دی جا سکے گی ○‘‘

سورۂ بقرہ کی درج بالا آیت نمبر ۴۸ کے تحت ائمۂ تفسیر کی درج ذیل تصریحات اس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ یہاں کافروں سے شفاعت کی نفی مراد ہے۔

۱۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ﴿لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ﴾ سے مراد ہر نفس نہیں بلکہ صرف نفسِ کافر ہے۔ اس کے بعد ﴿وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ﴾ میں بھی ’’ھا‘‘ ضمیر کا مرجع نفس ہونے کی وجہ سے ’’نفسِ کافر‘‘ ہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لا تغنی نفس کافرۃ عن نفس کافرۃ من عذاب اللہ شیئاً۔[2]

’’کوئی کافر نفس کسی دوسرے کافر نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔‘‘

۲۔ امام قرطبیؒ کے نزدیک بھی اس سے مراد نفس کافر ہی ہے، فرماتے ہیں:

النفس الکافرۃ لا کل نفس۔[3]

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۲۳

(۲) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۸

(۳) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱: ۳۷۹

”(آیتِ مبارکہ میں نفس سے مراد) نفسِ کافر ہے نہ کہ ہر نفس۔“

۳۔ امام نسفیؒ (م ۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

**أی لا يقبل منها شفاعة للكافرة۔**(۱)

”یعنی اُس سے کافر کے بارے میں شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔“

۴۔ امام خازنؒ (م ۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

**والمعنی لا تقبل الشفاعة إذا كانت النفس كافرة۔**(۲)

”اس کا معنی یہ ہے کہ نفسِ کافر سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔“

۵۔ امام ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

**﴿وَّلاَ يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ﴾ يعنی من الكافرين۔**(۳)

”اور ان سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی‘ اس سے مراد یہ ہے کہ کافروں سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔“

ان اجل ائمہ تفسیر کی تشریح و تعبیر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مذکورہ آیاتِ قرآنیہ میں کفار سے شفاعت کی نفی مراد ہے نہ کہ مومنین سے۔

## ۲۔ کفار کے حق میں شفاعت و دوستی کی نفی

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامینِ عالیہ سے یہ ثابت ہے کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کی سنگت اور صحبت آخرت میں فائدہ مند ہو گی جبکہ کفار و مشرکین اور

(۱) نسفی، مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ۱:۴۷

(۲) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۱:۴۸

(۳) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۸۹

مجرمین کی دوستی کسی کام نہ آئے گی اور نہ ایسے لوگوں کے لئے حقِ شفاعت ثابت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰـکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ط وَالْکٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَo(۱)

”ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور (کافروں کیلئے) نہ کوئی دوستی (کارآمد) ہوگی اور نہ (کوئی) سفارش، اور یہ کفار ہی ظالم ہیںo“

مذکورہ آیتِ کریمہ میں روزِ محشر درج ذیل تین چیزوں کی نفی کی گئی ہے:

۱۔ خرید وفروخت (لَا بَیْعٌ)

۲۔ دوستی (لَا خُلَّة)

۳۔ شفاعت (لَا شَفَاعَة)

## (۱) بیع کی نفی

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ۔(۲)

”وہ دن جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی۔“

قرآن حکیم نے کسی دوسرے مقام پر روزِ قیامت بیع کا اثبات نہیں فرمایا۔ لہٰذا

(۱) البقرة، ۲: ۲۵۴

(۲) البقرة، ۲: ۲۵۴

اس آیتِ کریمہ میں مطلق بیع کی نفی مذکور ہے۔ یعنی کفار اور مؤمنین میں سے کوئی شخص بھی روزِ قیامت بیع نہیں کر سکے گا۔

## (۲) دوستی کی نفی

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے روز کوئی دوستی کام نہ آئے گی لیکن قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر خود اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے مومنین و متقین کو مستثنیٰ فرما دیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍم بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَo(۱)

’’سارے دوست و احباب اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے (اُنہی کی دوستی اور ولایت کام آئے گی)o‘‘

نصِ قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ دوستی جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو روزِ قیامت کام آئے گی۔ جس دوستی کی نفی ہے وہ کفار و مشرکین کی دوستی ہے۔

## (۳) شفاعت کی نفی

تیسری نفی اس مقام پر شفاعت کی ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے دیگر بہت سے مقامات پر اس کا اثبات فرمایا ہے، ارشاد فرمایا گیا:

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔(۲)

’’اور اس کی بارگاہ میں شفاعت نفع نہ دے گی سوائے جس کے حق میں اس نے اذن دیا ہوگا۔‘‘

(۱) الزخرف، ۴۳:۶۷

(۲) سبا، ۳۴: ۲۳

معلوم ہوا کہ شفاعت کی نفی کافروں سے ہے اور اثباتِ شفاعت مومنین کے لئے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِذن مل چکا ہے۔

## ائمہِ تفسیر کی تصریحات

سورۃ البقرۃ کی درج بالا آیت نمبر ۲۵۴ میں ''وَلَا شَفَاعَةٌ'' پر چند مفسرین کرام کی تصریحات ملاحظہ کریں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**لا شفاعة للكافرين۔** (۱)

''لا شفاعة'' سے مراد یہ ہے کہ کافروں کے لئے کوئی شفاعت نہیں۔''

۲۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

**ولا شفاعة إلا بإذن الله۔** (۲)

''اور شفاعت نہیں مگر اللہ کے اذن سے۔''

۳۔ علامہ اسماعیل حقی (م ۱۱۳۷ھ) رقمطراز ہیں:

**فإن الدلائل قائمة على ثبوت الشفاعة للمؤمنين بعد أن يؤذن لهم فيها۔** (۳)

''اذنِ شفاعت کے بعد مومنین کے شفاعت کرنے کے ثبوت میں بہت ساری دلیلیں موجود ہیں۔''

---

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۳۶

(۲) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۳:۲۶۶

(۳) إسماعیل حقی، روح البیان، ۱: ۳۹۶

## ۳۔ کفار کے لئے کوئی ولی و شفیع نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَo(۱)

’’ان کے لئے اس کے سوا نہ کوئی مددگار ہو اور نہ (کوئی) سفارشی تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیںo‘‘

امام بغوی (م ۵۱۶ھ) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

**و إنما نفی الشفاعة لغیره مع أن الأنبیاء والأولیاء یشفعون لأنهم لا یشفعون إلا بإذنه۔**(۲)

’’بے شک شفاعت کی نفی (صالحین کے) غیر کے لئے ہے جبکہ انبیاء و اولیاء شفاعت کریں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی شفاعت کریں گے۔‘‘

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌۚ وَ اِنۡ تَعۡدِلۡ كُلَّ عَدۡلٍ لَّا يُؤۡخَذۡ مِنۡهَاؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اُبۡسِلُوۡا بِمَا كَسَبُوۡاؕ لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَo(۳)

’’اس کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور اگر وہ (جان اپنے گناہوں کا) پورا پورا بدلہ (یعنی معاوضہ) بھی دے تو (بھی) اس

(۱) الأنعام، ۶: ۵۱

(۲) بغوی، معالم التنزیل، ۲: ۹۸

(۳) الأنعام، ۶: ۷۰

سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے کے بدلے ہلاکت میں ڈال دیئے گئے ان کے لئے کھولتے ہوئے پانی کا پینا ہے اور دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے o‘‘

آیتِ مذکورہ میں دوٹوک انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے کہ کافروں کیلئے کوئی شفیع اور مددگار نہ ہوگا۔ خود ائمہ تفسیر کی تصریحات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز جولوگ بے یارو مددگار ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان سرکش اور کافر ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**یعنی الیھود والنصاریٰ ومشرکی العرب۔** (۱)

’’اس سے مراد یہود، نصاریٰ اور مشرکینِ عرب ہیں۔‘‘

۲۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

**أی لا تعلق قلبک بھم فإنھم أھل تعنت۔** (۲)

’’آپ کا ان سے کوئی قلبی تعلق نہیں کیونکہ وہ نافرمانی کرنے والے لوگ ہیں۔‘‘

## ۴۔ مشرکین کی شفاعت کرنے والے ماذون نہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَo** (۳)

’’اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھیں گے جن کی نسبت تم

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۱۲

(۲) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۷: ۱۵

(۳) الأنعام، ۶: ۹۴

(یہ) گمان کرتے تھے کہ وہ تمہارے (معاملات) میں ہمارے شریک ہیں۔ بیشک (آج) تمہارا باہمی تعلق (و اعتماد) منقطع ہوگیا اور وہ (سب) دعوے جو تم کیا کرتے تھے تم سے جاتے رہے o“

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ مشرکین جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، ان کو شفاعت کرنے والا بھی خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا تمہارے ساتھ تمہارے شریک نظر نہیں آ رہے۔ تمہارے اور ان کے درمیان رابطہ ختم ہو چکا ہے اور جو تم گمان کرتے تھے وہ جاتا رہا۔ لہٰذا یہ نفی شفاعت مشرکین سے ہے نہ کہ مومنین سے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**شفعاء کم آلهتكم۔**(۱)

”(آیت میں) شفعاء کم سے مراد ہے: تمہارے معبودان باطلہ۔“

۲۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

**أی الذین عبدتموهم وجعلتموهم شركاء يريد الأصنام وكان المشركون يقولون الأصنام شركاء الله وشفعاؤنا عنده۔**(۲)

”(شفعاء کم) یعنی جن کی تم عبادت کرتے تھے اور انہیں شریک بناتے تھے۔ اس سے مراد بت ہیں اور مشرکین کہتے تھے (یہ) بت اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اور اسی کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔“

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۱۵

(۲) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۷: ۴۲

شفعاء کم الأصنام فی استحقاق عبادتکم شرکاء اللہ۔ (۱)

''(آیت میں) شفعاء کم سے مراد بت ہیں جن کے بارے میں تم یہ خیال کرتے تھے کہ وہ استحقاقِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔''

## ۵۔ اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے والے شفاعت سے محروم ہوں گے

شفاعت دراصل اَجر دینے اور بخشش عطا کرنے کے اُلوہی نظام کا ایک حصہ ہے۔ صاف ظاہر ہے اَجر اور بخشش اسی کو دیا جائے گا جو اس کا مستحق ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس استحقاق کو حاصل کرنے کی پہلی شرط ایمان ہے اور پھر حتی المقدور عملِ صالح۔ یہ سب حقائق کھول کھول کر بتانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس مشکل گھڑی اور فیصلے کے دن سے پہلے ایمان لا کر اس کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ کفار جب ایمان کی ابتدائی شرط پر ہی پورا نہیں اترتے تو شفاعت کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ط يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (۲)

''وہ صرف اس (کہی ہوئی بات) کے انجام کے منتظر ہیں، جس دن اس (بات) کا انجام سامنے آ جائے گا وہ لوگ جو اس سے قبل اسے بھلا چکے تھے کہیں گے: بیشک ہمارے رب کے رسول حق (بات) لے کر آئے تھے، سو کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کر دیں یا ہم (پھر دنیا میں) لوٹا دیئے جائیں تاکہ ہم (اس مرتبہ) ان (اعمال) سے مختلف عمل کریں

---

(۱) سیوطی، جلالین: ۱۴۰

(۲) الأعراف، ۷: ۵۳

جو (پہلے) کرتے رہے تھے۔ بیشک انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور وہ (بہتان و افتراء) ان سے جاتا رہا جو وہ گھڑا کرتے تھےo‘‘

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز اللہ کو بھلانے والوں کے حق میں شفاعت کچھ کام نہ دے گی۔ اس لئے وہ دوبارہ دنیا میں جاکر نیک اعمال کرنے کی خواہش کا اظہار کریں گے۔ ظاہر ہے یہ لوگ کافر ہوں گے ورنہ گزشتہ احادیث میں ہم تفصیل کے ساتھ ذکر کر آئے ہیں کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا حضور نبی اکرم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس آیتِ کریمہ کے تحت ائمہ و مفسرین کی تصریحات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جو لوگ شفاعت سے محروم ہوں گے وہ کفار و مشرکین ہی ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَنَعْمَل فنؤمن و نعمل غیر الذی کنا نعمل فی الشرک۔ (۱)

’’(تاکہ ہم عمل کریں کا مطلب یہ ہے کہ) ہم ایمان لائیں اور عمل کریں اس (عمل) کے علاوہ جو حالتِ شرک میں ہم کرتے رہے تھے۔‘‘

۲۔ علامہ قرطبیؒ کے مطابق یہ قول کہنے والے دراصل مشرکین ہیں، وہ فرماتے ہیں:

أی بطل ما کانوا یقولون من أن مع اللہ الٰھا آخر۔ (۲)

’’یعنی باطل ہوا جو وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا خدا (بھی) ہے۔‘‘

۳۔ علامہ جلال الدین محلیؒ (م ۸۶۴ھ) فرماتے ہیں:

أی ترکوا الإیمان لہ۔ (۳)

---

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۲۹

(۲) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۷: ۲۱۸

(۳) محلی، جلالین: ۱۵۸

’’یعنی (یہ ان لوگوں کا قول ہے) جو اس پر ایمان نہ لائے تھے۔‘‘

مندرجہ بالا اَقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ قول مشرکین و کفار کا ہے جسے مسلمانوں کے حق میں ثابت کرنا منشاءِ قرآن کے خلاف ہے۔

## ٦۔ کفار کی دنیا میں پلٹ جانے کی حسرت

قرآنِ کریم میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ روزِ قیامت کفار حسرت بھرے لہجے میں کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَo وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍo فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَo(۱)

’’سو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہےo اور نہ کوئی گرم جوش دوست ہےo سو کاش! ہمیں ایک بار (دنیا میں) پلٹنا (نصیب) ہو جاتا تو ہم مومن ہو جاتےo‘‘

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں کفار کے حسرت بھرے جذبات کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ قیامت کے روز عذاب دیکھ کر کہیں گے: کاش! ہمیں دنیا میں واپس جانے کا موقع مل جاتا تو ہم بھی مؤمن بن کر زندگی گزارتے اور آج کے دن پریشان نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یومِ قیامت کفار و مشرکین اپنے کفر کی وجہ سے شفاعت سے محرومی کا اعتراف کر رہے ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین محلیؒ لکھتے ہیں:

﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ﴾ كما للمؤمنين من الملٰئكة والنبيين والمؤمنين۔(۲)

(۱) الشعراء، ۲۶: ۱۰۰۔۱۰۲

(۲) محلی، جلالین: ۳۷۲

”(کفار کہیں گے) آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں جس طرح مومنین کے لئے ملائکہ، انبیاء اور مومنین (سفارشی) ہیں۔“

تفسیر جلالین وہ مستند تفسیر ہے جس کی تدریس آج بھی دینی مدارس میں بطورِ نصاب شامل ہے۔ معترضین تو شفاعتِ انبیاء پر کج فہمی اور کور چشمی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جبکہ مفسرین کرام ملائکہ، انبیاء اور مومنین کی شفاعت کو آیتِ کریمہ سے ثابت کر رہے ہیں۔

## ۷۔ روزِ قیامت مشرکین کی سخت نااُمیدی کا بنیادی سبب

قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُبۡلِسُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ○ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّھُمۡ مِّنۡ شُرَکَآئِھِمۡ شُفَعٰٓؤُا وَکَانُوۡا بِشُرَکَآئِھِمۡ کٰفِرِیۡنَ○ وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یَوۡمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوۡنَ○ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمۡ فِیۡ رَوۡضَۃٍ یُّحۡبَرُوۡنَ○ (۱)

”اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو مُجرِم لوگ مایوس ہو جائیں گے اور ان کے (خود ساختہ) شریکوں میں سے ان کے لئے سفارشی نہیں ہوں گے اور وہ (بالآخر) اپنے شریکوں کے (ہی) مُنکِر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن لوگ (نفسا نفسی میں) الگ الگ ہو جائیں گے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو وہ باغاتِ جنت میں خوش حال و مسرور کر دیئے جائیں گے۔“

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ مجرمین قیامت کے روز سخت ناامید ہوں

(۱) الروم، ۳۰: ۱۲۔۱۵

گے۔ المجرمین سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔ اس مؤقف پر درج ذیل اُمور دلالت کرتے ہیں:

۱۔ آیت کا سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں مشرکین و کفار مراد ہیں کیونکہ احوالِ آخرت بتا کر ساتھ ہی ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ میں ایمان والوں کے احوال بیان فرمائے ہیں یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ اس سے پہلے اہلِ ایمان کے برعکس لوگوں کے احوال بیان کئے گئے ہیں جو کفار و مشرکین ہیں۔

۲۔ ''يُبْلِسُ'' سخت نا امیدی پر دلالت کرتا ہے اور یہ چیز بذاتِ خود اس امر کا تعین کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ کفار و مشرکین ہوں گے کیونکہ مومنین پر سخت نا امیدی کی حالت روزِ قیامت طاری نہیں ہوگی۔

۳۔ مفسرین نے بھی یہاں یہی معنی مراد لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

يبلس المشركون من كل خير ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ﴾ لعبدة الأوثان ﴿مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ﴾ من ألهتهم شفعاء۔(۱)

'''مشرکین ہر خیر سے مایوس ہوں گے اور بتوں کی عبادت کرنے والوں کے لئے ان کے خداؤں میں سے سفارشی نہ ہوں گے۔''

امام جلال الدین محلیؒ فرماتے ہیں:

﴿يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ يسكت المشركون لانقطاع حجتهم۔(۲)

''يبلس المجرمون سے مراد یہ ہے کہ مشرکین اپنی حجت

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۳۳۹

(۲) محلی، جلالین: ۴۰۶

کے ختم ہونے کے باعث خاموش ہو جائیں گے۔‘‘

## ۸۔ قرآن کے منکرین کی شفاعت سے محرومی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○(۱)

’’کیا کفار و مشرکین یہ کہتے ہیں کہ اسے اس (رسول) نے گھڑ لیا ہے۔ بلکہ وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈر سنائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پائیں ○ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (اسے) چھ دنوں (یعنی چھ مدتوں) میں پیدا فرمایا پھر (نظامِ کائنات کے) عرشِ (اقتدار) پر قائم ہوا، تمہارے لئے اسے چھوڑ کر نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی سفارشی، سو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے ○‘‘

آیت نمبر ۳ میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جنہوں نے قرآن کی صداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور افتراپردازی کرتے ہوئے کہا کہ (معاذ اللہ) یہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی طرف سے گھڑا ہے اور یوں آپ ﷺ پر بہتان عظیم باندھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر صداقتِ قرآن کے ان منکرین کو خطاب کر کے فرمایا تمہارا کوئی ولی ہے نہ شفیع۔

(۱) السجدة، ۳۲: ۳، ۴

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ تتعظون بالقرآن فتؤمنوا۔ (۱)

”(افلا تتذکرون سے مراد یہ ہے) کیا تم قرآن سے نصیحت نہیں پکڑتے کہ ایمان لے آؤ۔“

۲۔ امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ هذا فتؤمنوا۔ (۲)

”کیا تم اس سے نصیحت نہیں پکڑتے کہ ایمان لے آؤ۔“

یہ امر واضح ہے کہ صداقتِ قرآن کے منکر کفار و مشرکین ہیں انہی سے شفاعت کی نفی ہے۔

۳۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ﴾ أی ما للكافرين من ولی يمنع من عذابهم ولا شفيع۔ (۳)

”یعنی کفار کے لئے کوئی دوست و مددگار نہیں جو ان سے عذاب کو ٹال دے اور نہ ان کے لئے کوئی شفاعت کرنے والا۔“

## ۹۔ معبودانِ باطلہ سے نفیٔ شفاعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس : ۳۴۸

(۲) محلی، جلالین : ۴۱۶

(۳) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۴: ۸۶

ءَ اَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡئًا وَّ لَا یُنۡقِذُوۡنِ ○ (۱)

’’کیا میں اس (اللہ) کو چھوڑ کر ایسے معبود بنالوں کہ اگر خدائے رحمان مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ مجھے اُن کی سفارش کچھ نفع پہنچاسکے اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکیں○‘‘

مذکورہ آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ معبودانِ باطلہ کی پوجا کرنے والوں کو ان معبودوں کی شفاعت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ یہ بھی اظہر من الشّمس ہے کہ معبودانِ باطلہ کی پوجا کفر و شرک ہے لہٰذا یہ امر ثابت ہوگیا کہ یہاں شفاعت کے نفع بخش ہونے کی نفی کفار کے لئے ہے۔ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿ءَ اَتَّخِذُ﴾ أأعبد ﴿مِنۡ دُوۡنِهٖۤ﴾ من دون اللہ بأمرکم ﴿اٰلِهَةً﴾ أصناماً۔ (۲)

’’﴿ءَاَتَّخِذُ﴾ کیا میں عبادت کروں۔ ﴿مِنۡ دُوۡنِهٖۤ﴾ اللہ کے سوا، تمہارے حکم سے ﴿اٰلِهَةً﴾ بتوں کی۔‘‘

مراد یہ ہے کہ کیا میں تمہارے حکم سے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بنا لوں؟

۲۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

﴿اٰلِهَةً﴾ یعنی أصناماً۔ (۳)

(۱) یٰسین، ۳۶: ۲۳

(۲) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۳۷۰

(۳) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۵: ۱۸

"﴿الِهَةً﴾ یعنی بت۔"

۳۔ علامہ جلال الدین محلیؒ کے مطابق بھی الھة سے مراد معبودانِ باطلہ ہیں جو شفاعت کا حق نہیں رکھتے۔ (۱)

## ۱۰۔ ظالمین (کفار) کا کوئی شفیع نہ ہوگا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○** (۲)

"ظالموں کے لئے نہ کوئی مہربان دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ○"

۱۔ یہاں ظالمین سے مراد کفار ہیں جیسا کہ امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

**﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ﴾: الكافرين من حميم ولا شفيع۔** (۳)

"ظالموں کے لئے یعنی کافروں کے لئے کوئی دوست اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا۔"

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

**﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ﴾: المشركين۔** (۴)

"ظالمین سے مراد مشرکین ہیں۔"

www.MinhajBooks.com

(۱) محلی، جلالین: ۴۴۳

(۲) المومن، ۴۰: ۱۸

(۳) نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ۴: ۷۰

(۴) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۳۹۴

۳۔ قرآن حکیم کے دوسرے مقامات پر چونکہ شفاعت کا اثبات بھی ہے اس لئے یہاں نفی شفاعت کفار کے لئے متحقق ہے اور ظالمین سے مراد گناہگار مؤمن نہیں ہیں اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اس معنی کے خلاف صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَفَاعَتِی لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِی۔(۱)

’’میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ اصلاً شفاعت تو ہے ہی گناہگاروں کے لئے اور صلحاء کے لئے شفاعت کا مطلب محض بلندئ درجات ہے کیونکہ انہیں جنت میں داخل کرنے کا خود رب العالمین وعدہ فرما چکا ہے۔

## ۱۱۔ منکرینِ روز جزاء سے نفیٔ شفاعت

یومِ آخرت پر ایمان لانا چونکہ بنیادی ایمانی تقاضوں میں شامل ہے اس لیے اس کا منکر بھی کافر ہے، لہٰذا ایسے کفار کے لیے بھی شفاعت کی نفی کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِي جَنّٰتٍ ط يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ○(۲)

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی الشفاعة، ۴: ۶۲۵، رقم: ۲۴۳۶

(۲) المدثر، ۷۴: ۴۰-۴۸

”(دائیں جانب والے) باغات میں ہوں گے اور آپس میں پوچھتے ہوں گے○ مجرموں کے بارے میں○ (اور کہیں گے:) تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی○ وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے○ اور ہم محتاجوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے○ اور بیہودہ مشاغل والوں کے ساتھ (مل کر) ہم بھی بیہودہ مشغلوں میں پڑے رہتے تھے○ اور ہم روزِ جزا کو جھٹلایا کرتے تھے○ یہاں تک کہ ہم پر جس کا آنا یقینی تھا (وہ موت) آپہنچی○ سو (اب) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی○“

ان آیات میں ایک تو کفار و مشرکین سے نفئ شفاعت کا بیان ہو رہا ہے اور دوسرا مومنین کے لئے شفاعت کا اثبات ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ﴾ يقول الله لا تنالهم ﴿شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ يعني شفاعة الملائكة والأنبياء والصالحين۔(۱)

”(انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی یعنی) اللہ تعالی یہ فرما رہا ہے کہ انہیں فائدہ نہیں دے گی (شفاعت کرنے والوں کی شفاعت) یعنی ان مجرمین کو ملائکہ، انبیاء اور صالحین کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔“

اس آیتِ کریمہ میں ایک تو مجرمین کے لئے شفاعت کی نفی ثابت ہو رہی ہے جب کہ دوسری طرف اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ملائکہ، انبیاء اور صالحین شفیع ہوں گے مگر ان کی شفاعت مجرمین یعنی کفار کے لئے نہیں بلکہ مومنین کے لئے ہو گی۔

۲۔ علامہ قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے:

﴿يَتَسَآءَلُونَ﴾ أى يسألون ﴿عَنِ الْمُجْرِمِينَ﴾ أى المشركين۔

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۴۹۳

''(جنتی آپس میں پوچھتے ہوں گے) یعنی وہ سوال کریں گے (مجرموں کے بارے میں) یعنی مشرکوں کے بارے میں۔''

پھر اسی سورۃ کی اگلی آیات کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

**هذا دليل على صحة الشفاعة للمذنبين وذالک إن قوماً من أهل التوحيد عذبوا بذنوبهم ثم شفع فيهم فرحمهم الله بتوحيدهم والشفاعة فأخرجوا من النار وليس للكفار شفيع يشفع فيهم۔** (۱)

''یہ (آیت) مسلمان گناہگاروں کے لئے ثبوت شفاعت کی دلیل ہے۔ اس طرح کہ اہلِ توحید میں سے گناہگار موحدین کو ان کے گناہوں کے بدلے عذاب ہوگا پھر ان کی شفاعت کی جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی توحید اور شفاعت کی وجہ سے ان پر رحم فرمائے گا اور انہیں جہنم سے نکال دے گا جبکہ کفار کے لئے کوئی بھی شفیع شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔''

مذکورہ آیتِ کریمہ میں ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ سے پہلے کے الفاظ خود ان لوگوں کا تعین کر رہے ہیں جن کے لئے شفاعت نفع بخش نہ ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روزِ قیامت کو جھٹلاتے ہیں۔ ظاہر ہے روزِ قیامت کو مسلمان نہیں جھٹلا سکتے۔ اس پر قرآن حکیم نے مزید فرمایا کہ روزِ قیامت کا اِنکار ان کی زندگی کے آخری مرحلے تک جاری رہا اور ان کو اسی حالت میں موت آ گئی لہٰذا اس آیت سے مسلمانوں کے حق میں نفیٔ شفاعت گمان کرنا درست نہیں ہے۔

## خلاصۂ بحث

قرآنِ حکیم میں کفار و مشرکین کے لئے (نفی شفاعت) کی جس قدر آیات وارد ہوئی ہیں انہیں مومنین پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔ ان آیات سے شفاعت کا شرک ہونا

(۱) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۹: ۵۷

ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے عقیدۂ شفاعت کا حقیقی تصور واضح کرنا مقصود ہے۔ وہ یہ کہ

۱۔ یومِ قیامت کفار و مشرکین ہر قسم کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔

۲۔ معبودانِ باطلہ مشرکین و کفار کی شفاعت نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی معبودانِ باطلہ کو اِذنِ شفاعت ہوگا۔

۳۔ معبودانِ باطلہ اور کفار و مشرکین کے برعکس اَنبیاء و صلحاء کو درجہ بدرجہ اِختیارِ شفاعت عطا کیا جائے گا، جن کی شفاعت کو قبول بھی کیا جائے گا۔

۴۔ انبیاء و صالحین باذنِ الٰہی مسلمان خطاکاروں، گنہگاروں اور کبیرہ گناہوں میں لت پت افراد کی شفاعت کریں گے۔

۵۔ جہنم میں داخل ہونے والے موحدین بعد ازاں شفاعت کے باعث اس میں سے نکالے جائیں گے۔

۶۔ نہ صرف انبیاء اور صالحین بلکہ اعمالِ صالحہ مثلاً قرآن حکیم، روزہ، سورۃ البقرۃ، حتی کہ چھوٹی عمر میں وفات پانے والے بچے بھی اپنے والدین کی شفاعت کریں گے جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

قرآن و احادیث اور ائمہ تفسیر کی تصریحات پر مشتمل مدلل بحث سے ثابت ہوا کہ عقیدۂ شفاعت ہرگز منافیٔ توحید نہیں اور نہ یہ شرک ہے۔

www.MinhajBooks.com